

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
كَلَامُهُ عَمَامَاتُ

الحمد لله الذي أنعم علينا بآفاده واستكمل لنا
وأفضل الفضل أو حد من مولانا أحمد حسن عم فقيهم
رسالة النفع وصلاحه راجع سبيل

عَنْ تَنْزِيلِ حَمْدِ
شَيْخِ الْإِسْلَامِ وَالنَّقِصَاتِ

سبيلنا في كتابنا هذا
رابع من كتابنا هذا
أحمد محمد الحامد

مطبعة
عزري

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدور ہیں کب ترے وصف کے رقم کا
حقاک خداوند ہے تو لوح و قلم کا
محمد مجید اوس جامع صفات کمالیہ کو نر ہے جسکی ذات شاکلہ امکان کذب سے
نترہ اور تمام عیوب و نقص سے برہ ہے۔ اور صفات ناقصہ سے پاک ہونا ضرر
اوس کے وجوب کا مستقضا ہے۔ اور لغت لا تعداد اوس نبی صادق و مصدق کو
زیبا ہے جسے چراغ ہدایت ہم گرا ہوں کے راستے میں رکھا۔ اور اسکی نبوت کی
گواہی نے لاحقین کو خیر اہم سابقین سے ملقب کیا۔ تمام انبیاء کے کمالات کا
ظہور اوس کے نور کا جلوہ ہے۔ سب موجودات سے پردہ عدم کا دور ہونا اوس کے
فیض کا کرشمہ ہے۔ اس سچپیر کو کیا یاد کہ اوس ممدوح باری کی توصیف کا ذکر
زبان پر لائے۔ اور آپ کی تعریف کے لائق ایک کلمہ بھی بیان کر سکے۔ بعد از
خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا خلعت فاخرہ اس قاست زریا پر راست۔ اوفا قاسم
ہونیکا کسوت گران بہا اسی عنقرطیف پر درست ہے علیہ و علی آراء صحابہ ائمہ

افضل الصلوة والتسليم آنجناب کے مدد کا حضرت ابوبکر یا غار حضرت عمر
سعدت شعا حضرت عثمان ذی النورین جان نثار حضرت علی شیدان علم کے
شہسوار یہ ہر چار اصحاب عمارت دین کے چار رکن رکین ہیں۔ انکے دوست دار
سستی درجات اعلیٰ علیین ہیں۔ بعد مد و نعت کے خادم طلبہ سکین امیر الدین
طالبان حق اور نترہین قادر مطلق کجیست بابرکت میں عرض رسا ہے کہ اس
زمان پر آشوب میں یہ نوبت پہنچی کہ ہمارے علماء دین بجائے ہدایت خلق
ایسے سلوک میں بحث کرنے لگے جو عوام کی گمراہی کا باعث ہوں اور مخالفت
دین کی موجب طعن و مضامہ اور سطرہ یہ ہے کہ علماء متحققین کے اقوال ملائمہ
کرتے ہیں ذیل حق کا کسمانٹے ہیں بلکہ ایسے خوفناک امر کی اشاعت کے لیے
مجلسین منعقد کرتے ہیں اور اہل حق کے چھڑنے کے لیے دور و درنگ استغنی
منہجے جاتے ہیں والی اللہ شتمی چنانچہ اندون اس تم کا ایک استفادہ یونہی
سے حضرت اساذی افضل الفضلا اکل الکلمہ سلطان المحققین فخر الدقیقین فخر النفا
الخیر الغمام جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول محط حال کام مرجع
خواص و عوام فخر نرس مولانا حافظ احمد حسن عم فیض کی خدمت سرا بابرکت میں
اس مضمون کا آیا کہ امکان کذب باری مذہب اہل سنت و جماعت ہو یا نہیں اور
اسکا قائل حق پر ہے یا امتناع کذب کا معتقد راہ راست پر ہر چند حضرت محمد صلی اللہ
کو مدیم الفرستی مانع وقت۔ اور کثرت اسباق سے تحریر جواب فتویٰ ہذا کی صلت

ذمعی مگر سائل کی خاطر شکنی کے لحاظ سے بطور ارتجال تقاضای استحجال سے استغناء نہ کر کا جواب تحریر فرمایا جہین امکان کذب باری تعالیٰ کا استحالة اور امتناع کذب باری کو بدلائل قطعیہ یقینیہ ثابت کیا۔ اگرچہ عظیم النفسی کی وجہ سے جناب محمد صدر نے محضہ لکھا۔ لیکن چونکہ اصل ثبوت دعویٰ کے لیے دلیل کافی اور رد ذم امکان کذب بلاشائے کے لیے برہان دافی تھی ایسے متصفین نے جب نظر انصاف دیکھا بہت پسند کیا اور بجا بجا سے اوس فتویٰ کی طلب میں اس قدر خطوط آئے جنکی تعمیل و شواہد تھی لہذا اس خاکسار ذرہ بمقدار سننے کو کرمیت چست کر کے یہ ارادہ صمیم کیا کہ یہ جواب بطور کتاب چند اوراق میں پیش کر کے مطبوع کرادیا جائے تاکہ احقاق حق پر سب ظاہر ہو جائے۔ راقم کو صرف عوام کی نفع رسانی نظر ہے۔ اب یہاں سے صفحات تالیفات میں جواب کے اکھلات طبیبات اصل سوال کی نقل کرنے کے بعد درج کیے جاتے ہیں: اللہ ولی الافادۃ والاستفادۃ ویدہ ازتہ اعفانک عن العفلة۔

سوال

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم اما بعد کیا فرماتے ہیں مابیان شرع احمدی اس مسئلہ میں کہ زہریہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امکان کذب باری تعالیٰ یعنی باری تعالیٰ کذب سے پاک نہیں ہوتا مگر یہ ہے اور عقیدہ اہل سنت و جماعت اسکو جانتا ہے اور یہ دلیل بیان کرتا ہے کہ رد المحتار میں آیا ہے کہ حمل يجوز الخلف فی الوعد قطعا

ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعة لکلون بجوازہ لا یعد نقصا بل جرحا وکرمیا اور نیز یہ بھی کہ کتاب ہے کہ اگرچہ صرح الفاظ میں خلف فی الوعد ہے مگر جبکہ امکان کذب فرع خلف فی الوعد ہے لہذا عبارات مواقف و مقاصد ضرور بالضرور ستانم کذب باری تعالیٰ کو ہوگی اور عروہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صادق حقیقی کذب سے منزہ و مبرا ہے ذات باری کو یہ دہیہ نقصان لگانا ہے اعوذ باللہ و تعالیٰ اللہ عن خلائک علما کبیرا اور ہرگز ہرگز امکان کذب کو فرع خلف فی الوعد کی نہیں مانتا اب ان دونوں عقیدوں میں کون حق اور کون ناحق ہے اور عبارات مواقف و مقاصد کا کیا مطلب ہے آیا زہریہ معنی حق سمجھا ہے یا عروہ یا اور کوئی مبنی برین او کی تفصیل مرقوم ضرور بالضرور ہوا و مستعین برین سے ایک کو دوسرے کے مقابلے میں کیا کتنا چاہیے زیادہ تر زبان درازی اس امر میں کیسی ہے بالتفصیل ارقام فرمایا گیا۔

اجواب

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیٰ العزیز والصلوٰۃ والسلام علی نبیک الکریم وصحبہ واهل بیتہ وازواجہ واتباعہ جمعین اقول مسعدینا بجلہم الصداق والصواب صورت مسئلہ میں عروہ عقیدہ بہت درست اور صحیح ہے بلاشک شبہا نہ تھا امکان کذب سے منزہ نہیں اور یہی عقیدہ اہل سنت و جماعت کثرہم اند تھا کا ہر ذرہ قرضا فرمایا امکان کذب یا زہریہ کا فاسد اس دعویٰ

عروہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صادق حقیقی کذب سے منزہ و مبرا ہے ذات باری کو یہ دہیہ نقصان لگانا ہے اعوذ باللہ و تعالیٰ اللہ عن خلائک علما کبیرا اور ہرگز ہرگز امکان کذب کو فرع خلف فی الوعد کی نہیں مانتا اب ان دونوں عقیدوں میں کون حق اور کون ناحق ہے اور عبارات مواقف و مقاصد کا کیا مطلب ہے آیا زہریہ معنی حق سمجھا ہے یا عروہ یا اور کوئی مبنی برین او کی تفصیل مرقوم ضرور بالضرور ہوا و مستعین برین سے ایک کو دوسرے کے مقابلے میں کیا کتنا چاہیے زیادہ تر زبان درازی اس امر میں کیسی ہے بالتفصیل ارقام فرمایا گیا۔

ثبوت میں اور اقوال مفسرین اور ثانی عبارات تکمیل اور اثبات خصوصاً صلیب فیہ
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ذیل میں درج جاتے ہیں اقوال مفسرین رحمہم اللہ
 تعالیٰ مولانا قاضی ثناء اللہ بانی تہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں ومن اصدق
 من اللہ حدیثاً فان لا هذه الجملة معتزلة التعلیل لقوله لا ريب فيه فان اخباره
 تعالیٰ لا یجوز ان یحتمل طرق الکذب الیہ بوجه من الوجوه لانه نقص مستحيل علی اللہ تعالیٰ
 فما ثبت بقوله تعالیٰ فهو صحیح لا ريب فيه اور قاضی رفیع الدین نے اپنی تفسیر
 میں بیان فرمایا ومن اصدق من اللہ حدیثاً انکار ان تکون احد الکثر صدقاً
 فانه لا یطرق الکذب الی خبره بوجه لانه نقص وهو علی اللہ تعالیٰ محال اور صاحب
 تفسیر حمانی جلد اول میں یوں لکھتے ہیں لا ريب فيه وهو ان لم یثبت الی
 حد لا ینجیب لکن اوجبه اخبار الله تعالی عنه لانه (من اصدق من الله حدیثاً)
 لانه عبارة كلامه لا ريب في الذي لا دخل للکذب فيه لانه نقص والغیر ان
 حدث الدلائل علی صدقه فکذب ممکن اذا لم یظهر الیها تفسیر کرکے بطور غیر مفسرین
 موج ہے ومن اصدق من اللہ حدیثاً تفسیر و هو استفهام معنی النقی ای لا احد
 اصدق منه فی خبره و وعدة و وعید لا یستحالة الکذب علیہ تعالی بقوله لکن
 اخبار الله الشی بخلاف ما هو علیہ اور تفسیر غازی میں ہے من اصدق من الله
 حدیثاً یعنی لا احد اصدق من الله تعالی فانه لا یجوز الخلف البعد ولا يجوز علیہ
 الکذب اور امام المفسرین و تفسیر المتکلمین فخر الدین رازی تفسیر کبیر کی جلد دوم میں کس

تفسیر سے اس مطلب کو اور فرماتے ہیں المسئلة السادسة قوله ومن اصدق
 من الله حدیثاً استفهام علی سبیل الانکار والمقصود منه بیان انه یجب
 لکونه تعالی صادقاً وان الکذب والتخلف فی قوله نعم محال واما المعدلة فمفہوم
 بقوله لا یحتمل طرق الکذب الیہ بوجه من الوجوه لانه نقص مستحيل علی اللہ تعالیٰ
 من الفضل تفسیر کو کرکی جلد دوم میں زبان صدق ترجمان سے اس مسئلہ کے بارے
 میں ارشاد کرتے ہیں فقد جوز الکذب علی اللہ تعالیٰ وهذا خطأ عظیم بل یقرب
 من ان یتکون کفراً فان العقلاء اجمعوا علی انه تعالیٰ منزہ عن الکذب تفسیر البیہود
 میں ہے (ومن اصدق من الله حدیثاً) انکار لان یتکون احد اصدق منه تعالیٰ
 فی وعدة و سائر اخباره و بیان الاستحالة کیف لا و الکذب محال علیہ سبحانہ
 دون غیرہ یہ عبارات و خصوص حضرات مفسرین کے جو یہاں تک نقل کیے گئے آج
 اسکان کذب باری تعالیٰ پر بلا شک و شبہ حجج ساحلہ براہین قاطعہ ہیں اور یہ دعا
 اقوال مفسرین سے ایک اور طریقہ پر بھی ثابت ہو سکتا ہے جسکے لیے تفصیل
 درکار ہے کہ اشعارہ رحمہم اللہ تکلیف والا لایطاق کو باز رکھتے ہیں اور اپنے دعویٰ
 کے ثبوت میں ان آیات سے استنباط لائے ہیں نہیں خداوند کریم نے اشخاص
 معینہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے اور استنباط کی تقریر اسطور پر کرتے ہیں
 کہ ایمان الالباب وغیرہ محال اور غیر ممکن ہے حال انکہ وہ ایمان کے مکلف ہیں اگر
 تکلیف الا لایطاق جائز نہ ہو تو ان کفار کو ایمانی تکلیف نہ دی جاتی اور انکے ایمان کا

محال ہونا ظاہر ہے ایسے کہ اگر ان اشخاص کا ایمان والا ممکن ہوتا تو اس کے وقوع
 سے محال لازماً نہ آئیگا کیونکہ امکان کا مقتضایہ ہے حالانکہ صورت ہذا میں یہ تفریق
 وقوع ایمان اشخاص معلومہ کے کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے اور وہ محال ہے نہ کہ
 المحال محال۔ اب میں کہتا ہوں کہ اگر شاعر کے نزدیک خدا کے کلام نفی میں
 کذب ممکن ہو تو ان کے اس استدلال کے کچھ معنی نہیں ہو سکتے ایسے کہ جب ان کے
 نزدیک خدا کا کذب ممکن ہے تو اب وہ سب کا ایمان غیر ممکن اور محال کیونکہ ہوا اس
 کہ اس ایمان کے محال ہونے کی صرف یہی وجہ تھی کہ اگر یہ ایمان واقع ہو گا تو وہ سب
 بل مجبورہ کا جھوٹ لازم آئیگا اور خدا کا کذب جب محال نہ مانا گیا تو ان لوگوں کے ایمان
 لانے میں کچھ کوئی قیامت نہیں وہ اخلاف پس معلوم ہوا کہ شاعر کے نزدیک خدا کا
 تعالیٰ کا کذب ممکن نہیں چنانچہ تفسیر ضیائی میں ہے والایہ مما اجتہد بہ من جہل
 تکلیف بالایطاف فاند سبحانہ و تعالیٰ خبر عنہ بانہم لایؤمنون فی حقہ الضلالتہ
 ۱۱ اور محال لاہوی اسکی تقریر اس طرح کرتے ہیں وہذب بعض الاشعر یہ لای
 وقوع التکلیف بالمتنع لاندہ واستدلوا بحدۃ الامر بالجوہر الجواز القوی و
 بما لایطاق المتنع لاندہ والا فالجوہر مطلقاً و وقوع التکلیف بما لیس بممتنع
 لاندہ متفق علیہ بیدھر و حاصل الاستدلال اندہ سبحانہ و تعالیٰ خبر
 بانہم لایؤمنون و امرہم بالایمان و هو متنع اذ لو کان ممکناً لما لزم من فرض وقوع
 محال لکنہ لازم اذ لو آمنوا انقلاب خبر تعالیٰ کذا و شمل ایمانہم لایمان بانہم

لایؤمنون لکنہ ما جاء بہ البیہ علی اللہ علیہ وسلم و ایمانہم بانہم لایؤمنون
 فخرج انصارہم بعدہم الایمان فیلزم انصارہم لایؤمنون و عدل الایمان مجتہد
 الصلوات و کلا الامرین من انقلاب خبر تعالیٰ کذا و اجفای الضمین محال
 و ما یستلزم المحال محال اور علامہ ابو سعید فرماتے ہیں والایہ الکفریۃ مما استد
 بہ علی جواز التکلیف بما لایطاق فاند تعالیٰ قد اخبر عنہ بانہم لایؤمنون
 فظہر استحالة ایمانہم لا یستلزم التخیل الذی هو عدم مطابقت اخبار تعالیٰ
 للواقع مع کونہم مومنین بالایمان یا فین علی التکلیف ۱۱ اور امام فخر الدین از
 اپنی تفسیر میں کہتے ہیں **المسئلۃ الثانیۃ** استخراج المسئلۃ ہذا و کل مس
 اشمہا من قولہ لقد حق القول علی الذکر ہم فہم لایؤمنون و قولہ و ذکر فی کتبنا
 خلقت و جیداً فی قولہ سارھم صبوراً و قولہ ثبت یداً فی کتب علی تکلیف
 فالایطاف و تقریر انہ تعالیٰ خبر عن شخص معین انہ لایؤمنون فہو صمد منہ
 الایمان لزم انقلاب خبر اللہ تعالیٰ الصادق کذا و الکذب عند انفسہم قیل
 و فعل القیوم یستلزم اما الجہل و اما الحاجۃ و اما محالان علی اللہ تعالیٰ والمفطر
 الی المحال محال قصہ را لایمان و التکلیف بہ تکلیف بالمحال و قد یدکر محال
 فی صورۃ العلم و هو انہ تعالیٰ لما علم منہ انہ لایؤمنون فکان صدقہ و لایمان
 منہ یستلزم انقلاب علم اللہ محال و ذلک محال و یستلزم المحال محال
 اور تکلیف ما لایطاق کے مانعین بینی از یریدہ وغیرہ اس استدلال کا جو اسلوب

بیان فرماتے ہیں کہ متنازع فیہ جواز تکلیف بالایطاق غیر ممکن لذاتہ اور متنع بنفسہ
 کا ہے اور وہ بیان لازم نہیں آتا بلکہ متنع لیسہ کی تکلیف کا جواز ہونا لازم آتا ہے اور
 وہ متنع فیہ نہیں ہے بلکہ سب کا متفق علیہ ہے اور ہم یہ نہیں تسلیم کرتے کہ ممکن بالذات
 متنع بالیسہ محال بالذات لازم نہیں آتا دیکھو کہ عدم معلول اول ممکن بالذات
 متنع بالیسہ ہے اور اس سے محال بالذات یعنی عدم واجب لازم آتا ہے والا یلزم
 تخلف المعلول عن علتہ التامہ وهو محال ہاں اگر ممکن بالذات کی حیثیت متنازع
 بالیسہ نظر نہ کی جائے تو بیشک اس سے محال بالذات لازم نہ آئیگا پس ما نحن فیہ جبکہ اس
 وغیرہ کا ایمان بسبب خبرینے اور علم باری کے متنع بالیسہ ہو گیا ہے تو اگر بر تقدیر وقوع
 کے محال بالذات یعنی کذب اور جمل باری کو مستلزم ہو تو اس کے امکان ذاتی کی بنا
 نہیں اب اہل الفناء کی خدمت میں عرض کرنا ہوں اگر مارتیدہ وغیرہ کے نزدیک
 خدا تعالیٰ کا کذب ممکن بالذات ہوتا تو اس تطویل الاطال کی کیا حاجت تھی صرف
 اتنا ہی جواب کافی تھا کہ ہر شیء کا کذب کلام قطعی میں ممکن بالذات ہے پس خدا کے
 خبر دینے سے یہ ایمان غیر ممکن بالذات نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تقدیر وقوع ایمان کو کوئی
 قبحات لازم نہیں آتی نایہ فانی الباب کذب باری لازم آئیگا اور وہ محال بالذات
 نہیں پس ایمان اب وہاں کیونکہ محال بالذات ہوا پس معلوم ہوا کہ شائع تا تیرہ کا بھی یہی
 مذہب ہے جو اشاعرہ کا مشرب ہے یعنی خدا کے کلام قطعی کا بھی کاذب ہونا متنع بالذات
 وغیر ممکن ہے اب ملاحظہ کیجیے کہ حضرت علامہ مفسرین استدلال مذکور کا کیا جواب

ہے میں اگر میں لمجاوا اختصار بعض مفسرین کے اقوال پر التفکر کرنا ہوں بلکہ ضیائی
 اور ابوسعود و گشتہ میں والا خبر بوقوع الشئ او عدمہ لا یفتی القدرۃ علیہ کا اخبار
 تعالیٰ عما یفعلہ ہوا والعبید باخبرہ ضلال ہو رہی اسکی تقریر اسطرح کرتے ہیں
 قولہ والا خبر اہ جواب عن الاستدلال المذکور حاصلہ ان ایضا لیس من المتنازع
 فیہ لاند امر ممکن فی نفسه وبأخبار تعالیٰ بعدم الايمان لا یخرج من الامکان غای
 انہ یصیر محتجا بالغیر استدلال وقوع الکذب او اجتماع الصمدین بالنظر فی خالک
 لان اخبار تعالیٰ بوقوع الشئ او عدم وقوعہ لا یفتی قدرہ علیہ ولا یخرجہ من
 الامکان الذاتی لا متنازع الا انقلاب وانما یفتی عدم وقوعہ و وقوعہ فیصیر
 محتجا واللازم للممکن ان لا یلزم من فرض وقوعہ نظری ذاتہ محال واما بالنظر فی
 الامتناع فقد یستلزم المتنع بالذات کا استدلال عدم المعلول الاول عدم الوجود
 انتہی عبارات حضرات مکملین رضی اللہ عنہم فیما مضی آل عباسہ العلما رسید علیہ
 الرحمۃ شرح مواقف میں فیض کرتے ہیں تقدیر علی ثبوت الکلام للہ تعالیٰ وحوادثہ
 یمنع علیہ الکذب اتفاقا واما عند المغترۃ فلو جہن الاول انہ لم یکن والثانی ان متنا
 لمصلحة العالم لاند اذ اجاز وقوع الکذب فی کل حادثہ یرفع التوفیق عن اخبارہ بالتواتر
 والعقاب وسائر الاخبار جو من احوال الاخرۃ والاوی اہ اما امتناع الکذب علیہ
 تعالیٰ عندنا قلنا لندۃ او جہد الاول ان یقتضی النقص علی اللہ تعالیٰ محال اجتماع الخوا
 امام الحقین جلال الدین و دوانی شرح عقائد جلالی میں دربارہ تشریحات باری عز

یون نص فرماتے ہیں ولا یصح علیہ التحرکة والانتقال ولا الجمل ولا الکذب
 لانهما نقصان النقص علی الله تعالی محال اور دوسرے مقام میں عضد المذکر والذکر
 صاحب عضد یہ فرماتے ہیں وهو منزه عن جمیع صفات النقص کہ اسبق من اجماع
 العقلاء علی ذلك اور صاحب مواقف نے بدر کر کے فرق باطلہ کے لکھا اور انا
 الفرق الذیجة فہذا لا شاعرة والسلف من الحدیث اهل السنہ والجماعہ وقد اجمعوا ان
 لا یجوز ولا یصح علیہ التحرکة ولا الانتقال ولا الجمل ولا الکذب ولا شئی من
 صفات النقص اہ اور صاحب شیعہ خیالی شرح عقاید کے قول کیت موافق تبدل
 کے ذیل میں کہتے ہیں بل کذب منقوب بالا جماع ایک اور استدلال اقوال شکیلیں
 طالبین حق کے پیش نظر کرنا ہوں کہ در اصل شائع کلام تاریخیہ کثر ہم البعد اور متزلزل
 ہر اہم البعد کے نزدیک اثبات کا حسن وقوع عقلی ہے اور اشاعرہ رحمہ اللہ کے نزدیک شرعی
 ہے چنانچہ اسکی تفصیل بغض اللہ تعالیٰ بیان کیجا ہیگی متزلزلے اثبات کے حسن وقوع عقلی
 ہونے کے چند وجوہ بیان کی ہیں جیسا کہ مسلم الثبوت شرح مواقف میں مذکور ہے بخبر
 ان وجہات کے دو طریق الزامی بیان کیے ہیں کہ میں کہیں سے ایک کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر
 حسن وقوع عقلی نہ ہوتا تو خدا کا جھوٹ بولنا کیونکر محال ہوتا وهو باطل بالا جماع اشاعہ
 اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک خدا کے کذب کا محال ہونا عقلی
 مبنی نہیں تا کہ اسکی انتفاء سے کذب باری کا اقل ثابت نہ ہو سکے بلکہ جائز ہے کہ
 اسکی وجہ کوئی اور ہو تا ظن اہل انصاف اس سے بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ اصل

واجباعتہ کا مذہب یہی ہے کہ امکان کذب باری محال ہے صرف استدلال کی تفسیر
 طرق میں کلام ہے شرح مواقف کی عبارت جو ذیل میں درج کیجاتی ہے اسپر شاہد ہے
 واما طریقان الاثر ایمان فاحدہما لو حسن من الله کل شیء کما اقتضاه مذہبہما
 من ان القیام انما هو لاجل النبی الذی لا یتصور فی فعالہ محسوس ای لہ عقیم منہ
 الکذب وفی ذلک ابطال للشرائع وبعثۃ الرسول بالکلیۃ لا بتقدیر کون فی تصدیق
 للنبی بالمحیرۃ کا ذبا فلا یکن حیثہما تمیز الذی عن المتنبی فلا یتثبت الاحکام
 الشرعیۃ ویتفقہ فائدۃ البعثۃ وان باطل بالا جماع وکس منہ ایضا خالق المحرکہ
 علیہ الذکاب وعاذا لمحذہ الذی ہو سد باب النبوۃ والجماع ان مدرک
 امتناع الکذب منہ تعالیٰ عندنا الیس ہو قیام العقل حتی یلزم من انتفاءہ ان
 لا یعلم امتناعہ از حیوان کیونکہ مدرک الخیر وقد تقدم هذا فی مبحث کونہ
 تعالیٰ متکلماً آہ اور اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیگی اور علامہ نقاشانی
 نے شرح عقاید میں در بارہ اقل جواز تکلیف والا یطاق نص کیا ہے وقد ینبغی
 بقوله تعالیٰ لا یکلف الله نفساً ولا سعة علی ان یجوز و تقریرہ انہ لو کان جائزاً
 لما زوم من فرض وقوع محال ضرر فی ان استعمالہ الاحرام یوجب استعمالہ الملتزم
 تحقیقاً المعنی للزوم لکنہ لو وقع لزوم کذب اللہ تعالیٰ وهو محال وھذا نکاتہ فی
 بیان استعمال الذکر ما یتعلق علم اللہ او امر اللہ او اخیارہ بعدم وقوعہ وحلھا انکلا
 نسلم ان کل ما یتوکل ممکن فی نفسه لا یلزم من فرض وقوعہ محال وانما یجوز

۱۱
 خلت لو لم یعرض له الامتناع بالغیر والاحجاز لانیکن لزوم الحال بناء على الامتناع
 بالغیر لا یترى ان الله تعالى لما وجد العالم بعد تبه واختیاره فصار ممکن فی نفسه
 صرح انه یلزم من فرض وقوعه تخلف المعلول عن علته التامة وهو حال والحال
 ان الممكن لا یلزم من فرض وقوعه محال بالنظر فی ذاته اما بالنظر فی امره انک عاقل
 فلا یحتمل انه لا یتقدم الحال فموضوع علم الموصول فهو ان الله یمیز جمیع احواله
 استادة المتدلات فام الدین سماوی شرح مسلم الثبوت کما اس مقام من فوات
 بین وثانیاً انما اتی بالحکم عقلاً ولا یحتاج الی کذب منه تعالى والتالی باطل لان
 الکذب منه لو کان جائزاً فلا یتحقق اظهار المحرقة علی یل الکاذب فانه من شعب
 الکذب واذ قد جاز فلا کذب کما ساسوا سبیه فینسد باب البتوة وهو مفتوح
 البتة اوروال اعجل علی سبیل علم فوات الرحموت شرح مسلم الثبوت بین القیمین
 لا یستحق الکذب هناك اور صدر الشریع شیخ بین یون یتقیع کتبه بین واما
 عدل عن الامر الی الاخذ لان الحذیر ان لو وجد فی الاخذ یلزم کذب الشیخ
 اور ملا محمد علی الدین اسی قول تلخیص میں بیان فرماتے ہیں لانه اذا حکم
 بشیخوت منشی الشیخ اوقیعه عنه فان لم یتحقق ذلك لزم کذب الشارح وهو
 محال ہیا شک تو اتوا ان قصہ حیات علما کرام وفضل و عظام واسطہ ثبوت مدعا
 ذکرہ بالا کے نقل کیے گئے اب انی دہا ہر ایک دلیل عقلی قایم کجائی ہر یک
 مقدمات علما کلام کے اقوال مستنبط ہیں وہ یہ ہے کہ ہر شک اضداد

صفات کالیہ نقائص ہیں اور ذات باری تعالیٰ صفات ناقصہ سے سراسر بے قال
فی شرح العقائد النسفیة علی ان اضدادها نقائص محبت نہرہہ تعالیٰ عنہا اور
رفع احد التناقضین ثبوت دوسرے کو مستلزم ہے قال ابو الحسن الشہید فصاحفہ
علی ذلک الشرح فی توضیح العبارة المذكورة للبداهة العقلية بان رفع الحق
ورفع القدرة وخوة نقائص يجب تنزيه الله تعالى بالا جماع وارتفاع احد
المتناقضین بمتلزم ثبوت الآخر ضروری اور چونکہ خدا کا تکلم ہونا بکلام صادق و متین
واقع ظاہر و باہر ہے لہذا اسکی نقیض جبکہ محصل کذب ہے واجب و باطل یعنی ہوئی
و ہوئی اگرچہ شکوک و شبہات جو راہ میں قاطعہ مذکورہ بالا باری النظر میں منظور
بالبال ہو سکتی ہیں صح و نفات ذیل میں وجہ کجائی ہیں - اگر کہہ جائے کہ خدا
تعالیٰ کا جمیع نقائص کے سبب لکے کذب بھی ہے میرا ہونا کیونکہ مستحق علیہ عقاب ہو سکتا
ہے حالانکہ بعض اکابر عقلا یعنی اشاعرہ کے نزدیک تمام شیاء کا حسن و قبح شرعی
فما لاہ الشرح حسنًا فوضوح و ما قال اندقیح ضو قبح اور عقاید معتد بہ میں منصوص
ہے و لا حاکم سواہ فلا یس للعقل حکم فی حسن الاشیاء و قبحہا و فی کون الفعل سببًا
للثواب والعقاب تو اسکا جواب یہ کہ حسن و قبح کے تین معنی ہیں دو انہیں سے
اتفاق عقلی ہیں اور ایک متنازع فیہ اور فیما بین فیہ معنی نقیضان عقلی قرار
دیا ہے اور وہ اتفاق عقلی ہے کہ افعال الذاتی قالوا الحسن الفیہ یطین علی ثلثة
معان الاول صفة الکمال والنقص الثاني ملائمة الغرض و منافرتہ و قد عبرنا

بالصحة والفسدة ولا نزاع في ان هذين المعينين ثابتان الصفات في نفسهما
وان ماخذهما العقول الثالث للمدح واللام عاجلا والذم واللعاب اجلا وهو
محل الخلاف اورا یہاں مسلم الثبوت اور تلوخ وغیرہ میں مذکور ہے اور صاحب
مسلم الثبوت نے رد اسکان کذب باری تعالیٰ میں اس طرح پر ذکر کیا ہے والجواب انہ
نقص وقد مر انه لا نزاع فيه وما في المواقف ان النقص في الاصل يرجع الى الفجور
العقلی فممنوع لان ما في في الوجوب الذاتي كيف كان او فعلا من الاستحالة
العقلية ولذلك ثبتت الحكماء لكن يلزم على الاشاعة امتناع تعذيب الطاليع
كما هو مذهبنا ومذهب المعتزلة فانه نقص مستحيل عليه تعالى شأنه او ما
كوفي يون وجمہ کے کہ جب کذب باری تعالیٰ بالنظر الى الذات محال ہے تو ان پر این
قطعہ کے کیا معنی ہو گئے اس لیے کہ بر تقدیر اکی محالیت او سکی محال و مثبت بالغير ہوگی
تو اسکا جواب یہ ہے کہ براہین واسطی فی الاثبات ہیں نہ واسطی فی الثبوت اور
استحالة الذات کی منافی واسطی فی الثبوت ہوتا ہے نہ واسطی فی الاثبات غایتہ
ما فی الباب یہ ہے کہ محالیت او سکی نظری ہوگی جیسے کہ وجوب بالذات براہین سے
مثبت ہے اور یہ منافی او سکی ذاتیت کی نہیں ہے اور تحقیق واسطی فی الاثبات
اور واسطی فی الثبوت کے مولانا بحر العلوم قدس سرہ کے حاشی سے بخوبی ہو سکتی
ہے اور اگر کوئی کہنا جاوے کہ جمیع عبارات والذات متعلق کذب باری تعالیٰ
سے متعلق بالغير مراد ہے اور یہ اسکان بالذات کی منافی نہیں اسکا جواب یہ ہے

کرب لفظ استحالة او امتناع مطلق واقع ہوتے ہیں تو اسکا فو کمال معنی امتناع بالذات
مراد ہوتا ہے جیسا کہ جب وجوب اور اسکان مطلق استعمال کیے جاتے ہیں تو وجوب بالذات
اور اسکان بالذات مراد ہوتا ہے کہ لا یخفی علی الماہر اسکا اسکے عبارات مستند ہیں
فقط لفظ امتناع و استحالة نہیں کہ مقرر مذکور کی گنجائش ہو بلکہ لا یجوز ولا یتمیز
ولا یغل وغیرہ الفاظ جو اسکان کے مساوی اور مراد ہیں وہ بھی صریح میں اور
یہاں بھی استعمال بالغير کا کمال بلا ضرورت حقیقت سے مجاز کی طرف عدل کرتا ہے و ہو
طال بالطلان چنانچہ کتاب عقاید اصول میں موجود ہے حمل النصوص علی طواہر معانی
الامکان لا یأول اب بعد فراغ استدلال امتناع کذب باری تعالیٰ کے استدلال کی طرف
توجہ کی جاتی ہے جو اسے عبارت شامی وغیرہ سے کیا ہے وہ استدلال بخیر وجود و محدوش
ہے اول یہ کہ خلف فی الوعدہ بکون مستند و دلیل ٹھہرایا ہے وہ قول متعین نہیں ہے
فرع او سکی کیسے قابل اعتبار اور منزاع اعتقاد ہوگی خود علامہ شامی نے بعد نقل کرنے
عبارات شہید زید کے نقل کیا ہے و صرح الفتاوی وغیرہ بان محققین علی عدم جہاد
و صرح الشافعی انما الصحیح لا یستلزم علیہ تعالیٰ لقوله تعالیٰ قد قد متسلک الیک الذی یلو علیہ ما
بیکال الفعل الذی وقوله تعالیٰ وکن یخلف الله وعده ای وعیدہ واما لیحدہم البعباء
خاصة اور نیز او سکی چند سطروں کے بعد نص کیا ہے کہ نہ مبنی علی جواز الحق
عن الشک عقلا و علیہ یتبنی العقل بخلاف الوعدہ وقد علمت ان النصیح
مخالفاً اور علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نفسیہ میں تصریح

لما قال هذا الكلام لعمر بن عبدی یا ابا عمرو فحل بی الله بکذب نفسه
فقال لا فقال عمر بن عبدی فقد سقطت محنتک قالوا فاقطع ابی عمر بن العلاء
وعندی ان کان لابی عمر بن العلاء ان یحب عن هذا السؤال فیقول انک قیت
الوعید علی الوعد وانا انما ذکرنا هذا البیان للفرق بین البایین وذلك لان الله
حق علی الوعد حق له ومن اسقط حق نفسه فقد انی بالحجج والاکرام ومن اسقط حق غیر
فذلك هو اللوم فظهر الفرق بین الوعد والوعید وطل قیاسک وانما ذکرنا
هذا الشعر لایضاح هذا الفرق فاما قولک لو لم یفعل لصار کاذبا مکتوبا
نفسه فقول بان هذا انما یلزم لو کان الوعد ثابتا جزا من غیر شرط وعندی
جميع الوعیدات مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من زکده دخول الکذب فی
کلام الله تعالی فهذه اما يتعلق بهذه الحکایة والله اعلم انتهى اس سناطه سے
خوب واضح ہو گیا کہ مجوزین خلف فی الوعد مجز اسکان کذب باری عز وحمہ کے ہرگز نہیں
ہیں ورنہ بند ہونے اور کذب لاکے کیا تھے ہونگے و نیز تفصیل اس جمال کی یہ ہے
کہ اثبات تشریہات باری تعالی کا مطلق و قبح پر ہے اور صفات ثبوتیہ کا مستط
کمال جس پر ہے کما لا یغنی علی العطر الذکی۔ لہذا جمیع علمائی کرام دلائل تشریہات میں
اس مقدمہ کو اخذ کرتے ہیں لاند نقص النقص علی تعالی محال اور اسکے ثبوت میں
اجماع اہل حق سے استہدائے کہ میں جیسا کہ سنہ خدائی تہجیر موقوف و
جلالی لیسفی میں مذکور ہے اور بایں اثبات صفات ثبوتیہ میں جا بجا اس قضیہ کو

ما نظر کرتے ہیں لاند کمال و موجامع للکلمات لہذا قالوا الحجب سبقت کل نقص
کل کمال نفعلوا علیہ الامعاء جیسا کہ حسن شمس یوسف عائشہ شرح عقابہ لیسفی لجلالی نے
مطہر کیا ہے اور اسوجہ سے مجوزین نے خلف فی الوعد کے اثبات میں اس
مقدمہ کو پیش نظر رکھا ہے لان الخلف فی الوعد لیس نقص بل ہو کمال و کرم اور
خلف فی الوعد کے امتناع میں یوں کہا ہے لان الخلف فی الوعد نقص آہ ہمد
تہید ہذا کے جانا چاہیے کہ بالضرور کذب صفت نقصان ہوگی یا صفت کمال
بر تقدیر اول خلف فی الوعد کے مجوزین مجز کذب نہوگے کیونکہ تجز خلف فی الوعد
کا مدار صفت کمال پر تھا اور وہ بیان منقوض ہے بلکہ کذب مثل باقی صفات ثبوتیہ
کے شان خدا تعالی میں محال ہوگا اور خلف فی الوعد دوسرے صفات
کمال کی طرح باعث کمال اور ضروری الثبوت ہوگا لیس معلوم ہوا کہ تجز خلف
فی الوعد سے اسکان کذب پر استہدائے لانا صحیح نہیں اور تقدیر ثانی پر کذب بھی کمال
ہوگی کی جہت سے ضروری الثبوت ہوگا لیس قولہ عاقل فضاہن فاضل یا علی عن الزامہ
القطر الانسانیہ اور اگر کمال جات کذب پر کذب نقصان اور محال ہے مگر اسکان کذب
ایسا نہیں تو یہ بعینہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ حق و غیرہ صفات ردیو محال
ہیں مگر انکا امکان محال نہیں اور یہ برہمی البطلان ہے علاوہ اسکے عقلان کے نزدیک
یہ مقدمہ بہرہ میں ہے کہ امکان المحال محال اور اگر یوں وہم جاوے کہ بیشک نظر
دلائل بالا و زوم استحالات فاشہ خلف فی الوعد سے اسکان کذب کا عقا

نکرتا چاہیے مگر جو اذخلف فی الوعد سے لازم آئے کہ کذب باری غراسمہ ممکن ہو سکتا
 کہ جب عیدات اخبار میں پھر ان کے معافی مقصد وہ کے خلاف وقوع میں آتا ہی کہ
 ہے کہ ان الکذب عبارت عن عدم المطابقة لما يحكى عنه جواب اسکا اولایہ ہے کہ
 یہ لزوم منوع ہے چنانچہ محقق قرانی نے شرح عقاید جلالی میں نفس کیا ہے عبارت
 ہذا اما الکذب فقد قيل ان جوہر اذخلف فی الوعد بقاء اعلیٰ انہ مکرومہ من
 اللہ تعالیٰ یلزم تجوز الکذب علیہ تعالیٰ وبعضہ منہ منع خلاف عما مر ان الکذب
 لا یكون کاذباً فی الماضی واذخلف فی المستقبل الخ وفسادہ ظاہر ان الکذب ہو الخبر
 الغير المطابق للواقع سواء اکان فی الماضی و فی المستقبل ومن ثم کذب اللہ تعالیٰ
 الخ والوجد فی دعوات آیات الوعد مشروطہ بشرط معانی منہ من الايات الاخر
 والاحادیث منہ الا صرح عدم الذوق عنہا عدم عفوہ تعالیٰ فیکون فی قوة الشرطية
 فلا یلزم الکذب اصلاً ویکفی ان المارء بهذا انشاء الوعد التهديد لا حقیقتہ
 الاخبار فلا ینصف بالکذب ہر شایہ کہ یا امر زید کو سفید نہیں اسے کہ اگر کسی نے
 یہ بھی کہ امکان کہ کذب اپنے مقصد نہ ہو اور تجوز خلف فی الوعد کو سنہ پکڑے اور
 حاصل عذر اس میں ہو کہ مجوزین خلف فی الوعد کو متعذر امکان کذب باری تعالیٰ
 نہیں ہیں مگر لازم ہے التزام اس میں نہیں کہ کو کہ کو سفید ہو سکتا ہے غایۃ ان فی کیا
 یہ لازم آیا کہ خلف فی الوعد اسے امر کو تسلیم ہے جسکا استحالة ثابت ہو چکا ہے
 یہی وجہ کہ مجوزین خلف فی الوعد قبول میں علماء دیگر وہ میں ایک گروہ بسبب دم

کذب کے اس تجوز کو رد کرتے ہیں اور دوسرا گروہ قائل کہ آیات وعیدات ثابت
 ہیں اور بر تقدیر اخبار شرط بشرط العلم بالصدق ہر کتب کذب لازم نہیں
 کیونکہ یہ حقیقتہ خلف نہیں کہا نص علیہ السلام الذی فیہ ان یحقق علی
 خلافہ کیف وهو تدلی للقول وقد قال اللہ تعالیٰ بابل للفرک لیس واما بطلان
 العبدین قلت ان حمل آیات الوعد علی انشاء التهديد فلا خلف لار حینہ السیخ
 بحسب المعنی وان حمل علی الاخبار کما احسن الظاهر فیکون ان بقول شخص معین مذہب
 عن معاد طالع الوعد بالذات لا من المضملة او لا فلا خلف علی هذا التقدير بقیہ فلا یلزم
 تبدل القول واما اذا المر بقول واحد من الوجدان فیشکل ان التقصیر عن لزوم التبدل
 والکذب اللہ لان حمل آیات الوعد علی استحقاق ما وعد بہ لا علی وقوعہ
 بالفعل ولا وہ اس کے مجوزین خلف فی الوعد وقوع خلف کے بھی قائل ہیں چنانکہ
 اس کے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لا ینقص بل ہو کمال وانما تعلیم
 ان الوجوب موجب لكل کمال والوعد حقیقۃ علی العباد وقال لا تفعلوا کذا فاعلموا
 ففعلوا فان شاء عفا وان شاء اخذ لا ینقصہ واولہم ما العفو الکرم انہ عفوہ محلیہ
 جلالی (المحققین کا رد بھی دال ہے کہ وہ لوگ وقوع کے قائل ہیں کیف وهو تبدل
 للقول الخ تبدل قول جب لازم آتی ہو کہ اسکا وقوع ہو اور جبکہ نہ امکان کذب
 تجوز خلف فی الوعد ہے تو امکان کذب کیا اس کے وقوع کا قائل ہی ناچر ہو
 باطل بالا جماع پس ضرور ہوا کہ اس لزوم کی وجہ سے اس کے قول کی تاویل کی جاوے

میساکہ ایسے زوات باطلہ کے موقوفہ کیجاتی ہے نہ یہ کہ ایسے لازم باطل کا التزام
 کر لینا مثلاً طائفہ مشکینہ کی اوقاف میں سلام اور وجہ وغیرہ صفات کے قائل ہیں مگر اس بات پر
 میں ادب و استخالات قائم کرتے ہیں پھر کیا ہم ان امور از اسید کو اپنا مستحق
 بنا دیتے ہرگز ہرگز نہیں اور یہ کہ اس مسئلہ دل کا فخر و شرف وغیرہ سے اور دوسرے حدیث
 سے بھی ہو سکتا ہے مگر جو بنیہ مقدمہ جاریہ ہے کہ اور وہ یہ ہے صدق الخیر و طاعت
 لما قصدہ بل لا طاعہ الا للہ والافتادہ کا فی المطلق طابع ہے کہ اگر صدق خیر کا مار
 یہ ہوتا کہ طابع ہر لواالات الفاظ کے مطابق ہو تو تمام مجازات کا ذب ہوتے کیونکہ
 زیڈ اسد و اما الاعمال بالنیات وغیرہ اپنی مر لول طابعی کے مطابق نہیں ہیں
 باطل فالقدم مسئلہ بعد اس تمہید کہ معلوم کرنا چاہیے کہ چونکہ خلف فی الہیب
 کے جواز بکڑہ قسم کے قائل ہیں دنیا بخیر اوکے اقوال و عبارات سے صاف طابع
 اگر انکی یہ عرض ہے کہ ان وعیدات کے فوائد ہر سی خفی میں ہی مقصود صالح ہیں اس
 تقدیر پر نہ صرف اسکا انکھات نہیں ہوگی بلکہ عقیدہ کذب لازم آئے گی کیونکہ فیضا
 مطلقہ نامہ میں اور صدق و کذب مطلقہ عار کا دانا ہوتا ہے نہ وقت مخصوص میں
 چنانچہ شرف مسلمین صریح ہے کہ کذب کا با فعل علم نہ ملایسختی بطلان علی اصل
 کیونکہ اس صورت میں حضرات بخیرین خلف فی الوعدہ کذب میں اور وہ لا ینقض
 اور مقتل کذب باطنی ناجائز ہے و دیگر آیات کذب کے مورد و مصداق
 بننے میں اعادنا للہ و جمیع الامین اور اگر کذب طابع ہے کہ جو طابع معنی ان وعید

ست موقوفہ ہوتے ہیں اس وقت خلاف ازادانی سے سرزد ہو کر اور الفاظ و سیدہ
 مقصود ہیں یہ عقوبات بخیر و صریحہ اور معات کرنے وغیرہ قیودات کے ہیں اور
 و دل اسکا خلافات فی الوعدہ بت خیر اس صورت میں کہ ایک دوسری بنیہ یا کفر
 مہمہ و بالات بخیر طابع ہے اور اگر اسکا کذب خلف فی الوعدہ طابع ہے
 اور باطل کے باطل ہو پس عبارات اشارہ کی وجہ سے خلاف فی الوعدہ و انفت
 مقصد میں مذکور نہیں کیا جاتی ہو کہ تو جواب کہ اس میں عبارات بالات مستقام
 ہو گی اب مگر واسطہ تنبیہ انہاں قاصد کے تفسیر بخیر ہے معرہ اشارہ عرفہ
 ان الخلف فی الوعدہ کرم و حرم و اگرچہ واحد و تعدد حالات میں متساوی و مقصود
 کہ صان بنی اخبار علی مشیہ و جمیع عیون و احوالہ فی نوعید متعلقہ ہنہ
 و تعدد عیون ہذا جزا العاصین و معاتہ و تہذیب الکلام و التذہب کد ان لہ
 و معاتہ اور اگر یہ نہ ہو کہ یہ نہ ملانہ حقیقت نہ طرک مجاز کے ہے اور نہ یہ
 تقیید آیات و عادیث و حد میں بھی جاری ہوگی پس جواز تعذیب و عرہ
 بنیہ حساب کا جو از قومی لازم آئے گا و ہو باطل عندنا کی تو جواب اسکا نہ ملایسختی
 مولانا بحر العلوم میں مذکور ہے عبارت کہ فلا بد ان یقال فی العاد ان الاعمال
 کلہم تعالیٰ مقید بحدیم العفو فلا خلف ولا ايراد ولا شان فقل علیہ تقیید
 عدل عن الحقیقۃ بلا موجب و مثلاً بخیر فی الوعدہ ایضاً مدبر حوالہ تعذیب
 الوعدہ یا بحمدہ بغیر حساب حوالہ و قریباً و الحق ان موجب العدل متفق و هو

ثبوت جواز العفوی لامل الکبائر الخیر للشرک ثبوتاً قطعياً جل جلاله الشمس علی فضلها
 فلا بد من العدل عن الظاهر فی الوعیدات التي لغیر الکفره فاما بالنقدید او بمحصله
 لا تشاء التخصیص واما الوعد فلا موجب فیه ینقی علی الحقیقه انہی اب عبارت
 وشمات جو ظاہر بزید کو سفید ہیں مع جلالت پیش کرنا ہوں تاکہ تحقیق حق کیا مینی ہوگا
 اور طالب حق کو کچھ تردد باقی نہ ہے اول یہ کہ اگر کوئی زید کی طرف سے رد احتیاجی
 اس عبارت سے جو عن ۳۵ میں ہے استدلال کرے عبارت کذا والاشبہ ترجمہ
 جواز الخلف فی الوعد فی حق المسلمین دون الکفار تو فیقا بیان ادلۃ للمانعین المقتر
 وادلۃ للمثبتین الخ تو اسکا جواب خود شامی کے اس قول سے جو محصل قول سابق ہے
 معلوم ہوتا ہے وحاصل هذا القول جواز التخصیص لمادل علیہ اللفظ بوجہ جعل اللفظ
 من العموم فی نصوص الوعد ولا ینافی النصوص العینۃ المصححة بان من المثنی
 من یدخل النواو یعاقب فیہا علی ذنوبہ الخ اس بیان سے صاف ظاہر ہو گیا ہے
 کہ حق میں خلف فی الوعد نہیں بلکہ عموماً نصوص سے خارج اور مخصوص نہیں
 مسلمین خارج ہوئے تو انکے حق میں خلف فی الوعد برای نام ہے دوم یہ کہ اگر
 سید سند کے اس سوال و جواب سے استدلال لایا جائے جو انھوں نے شرح موا
 میں کیا ہے وہو ہذا لا ینقال انہ سیتلزم جوازہما وهو ایضاً محال لان انفعالہما
 ممنوعہ کیف وهو من المحککات التي یتم لها قدرہ انہی تو اسکا جواب کئی طرح
 پر ہو سکتا ہے اولاً سید صاحب اس قول کو کسی کی طرف منسوب نہیں کیا لہذا

یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب زیہ الزامی جواب دیا ہے چونکہ بعض معتزل کہتے ہیں
 کہ ممکن کہتے ہیں اور قدرت کے تحت میں داخل کرتے ہیں اسلئے معتزل کے جواب
 ایسا لگایا اور اسکی تائید سید صاحب کے اس قول سے ہوتی ہے جو انھوں نے ذکر
 فرمایا ہے کہ بیان میں لکھا ہے وهو هذا لا یراد انہ ہو ایسی بن صیغہ المردار
 وهو تلبیذ بشر اخذ العلم عنه وتردد حق سہی راہب المغنۃ قال اشعۃ علی مالک
 وینظر ولو فعل لکان الہا کا ذبا ظہل انما لہ عقالہ علو اکبر انہی بیان ابو موسی
 معتزلی کا یہ قول بیان کیا گیا کہ اللہ قادر علی ان یکذب وینظر اور اس قول سے سید
 صاحب خدا تعالیٰ کی کمال تری و تریہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں انما لہ عقالہ
 قال علو اکبر شرح مواقف کی اس عبارت سے دونوں امر ظاہر ہوئے یعنی یہ
 کہ کتب باری تعالیٰ کو ممکن کہنا بعض معتزل کا مذہب ہے اور سید صاحب کے قول نہیں اور
 سید صاحب کا بنفہ قول نہوا تو ثابت ہو گیا کہ جواب مذکور میں وہ قول لڑا کہا ہے طے
 سید صاحب کے اس قول سے بھی میرے مدعا کی تائید ہوتی ہے جو انھوں نے
 کتب تفسیر میں لکھا ہے وہ قول ہے فلا یردان خیر اللہ تعالیٰ والرسول لا یجہل
 الذکر انہی یہاں سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سید صاحب کے نزدیک باری تعالیٰ
 کے کلام میں کذب کا امکان نہیں پس شرح مواقف کا جواب مذکور بالضرر الزام پر
 عمل کیا جائیگا ورنہ دونوں کلاموں میں تعارض لازم آئے گا جسکی وجہت بلا ضرورت
 اور دونوں کو ساقط کرنا پڑیگا وہو کہ تری سید صاحب کے اس الزامی قول سے مدعیان

کے صفات میں اس طرح نص فرماتے ہیں المسئلة الرابعة قوله تعالى فلي
 يخلفن عهدا يدا على ان سبحانه من عن الذنب ووعده قال احنافنا
 لان الكتاب صفة نقص النقص على الله حال اور جلد چارم صفحہ ۱۹ میں تحریر کرتے
 ہیں الصفة الثانية من صفات كلمة الله كونهما صداقا والذليل عليه ان الكتاب
 نقص والنقص على الله حال ولا يجوز اثبات ان الذنب على الله حال بالذلة لا بالجملة
 لان صحة الذلة لا للجمعية موقوفة على ان الذنب على الله حال فلو اثبتنا امتناع
 الذنب على الله بالذلة لا للجمعية لزم الدور وهو باطل واعلم ان هذا الكلام كما
 يدل على ان الخلف في وعد الله تم حال فلو ايقن بدل على ان الخلف في وعده
 حال آه جب یہ اکابر اس طرح تصریح کرتے ہیں تو کذب اور خلف فی الوعد کو صفت
 نقصان قرار دیکر محال کہنا کیونکہ خلاف اہل سنت و جماعت ہوگا۔ اس تقریر سے
 واضح ہو گیا کہ صاحب موافق نے جو مستحکم کی الزامی دلیل کار و اسطرح کیا ہے
 کہ امتناع کذب باری تعالیٰ کی دلیل ہمارے نزدیک یہ نہیں ہے کہ وہ قبیح ہے تاکہ
 اس کے شرعی ہونے کی وجہ سے اس کا امتناع ثابت نہ ہو بلکہ ممکن ہے کہ اس کے لیے دوسری
 دلیل ہو یہ رد و تطویل لا طائل ہے بلکہ جواب عمدہ اس کا وہ ہے جو سلم الثبوت میں
 مذکور ہے کہ باتفاق عقلا کذب صفت نقصان ہے اور باری عز و جل صفات نامہ
 سے متبرک ہے ہذا ما وعدنا فایا قبل اور محقق دوانی اور سید سند کے کلام میں اس طرح
 تطبیق دینا بھی خیال فام ہے کہ محقق دوانی کا قول کلام فہمی پر محمول ہوا اور سید

کا کلام فہمی پر جیسا کہ اجناسی صاحب نے لکھا ہے (غیر اخبار مذکور صفحہ ۳۰) کیسی بھی بنا
 ہو گا کہ ایک شخص دوسرے کے کلام کو رد کرے اور اس رد کرنے والے کی مراد ایسی بنا
 کیجائے جو اس رد کو غلط ٹھہرائے توجیہ القول کا لایضوح قائلہ اس کو کہتے ہیں
 اعلان پر اہل عقل کا اتفاق ہے اخباری صاحب کو یہ خبر نہیں کہ تطبیق کا یہ عمل نہیں
 ہے بلکہ تطبیق وہاں ہو سکتی ہے کہ ہر ایک قول ملحقہ طور سے اپنے اپنے محل پر ہو
 اس کے علاوہ اس تطبیق کی بنا اس پر ہے کہ کلام فہمی اور کلام فہمی کے درمیان امتناع
 کذب اور صدق میں اختلاف ہو وہ باطل کسانیاں مغرب بیان سے اخباریہ
 صاحب کا وہ خیال بھی غلط ہو گیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۳۰ میں ہے کہ کذب کا مکمل
 عقلی ہونا متنع ہے بلکہ وہ محال شرعی ہے اور محال شرعی کے امکان کو عقلی کہنا
 ماقول کا کام نہیں انہی امام فخر الدین رازمی صاحب نے تصریح کر دی کہ کذب محال
 شرعی ہونا غلط ہے بلکہ وہ محال عقلی ہے ہونا اخباریہ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ تمام
 عقلا کے نزدیک باری تعالیٰ کے لیے کذب و سبایہ منع الثبوت ہے جیسے اور صفات
 ناقصہ مثل جبل و حجر وغیرہ کے اوس ذات پاک سے کذب کا متنع ہونا جسطرح
 شریعت الہی کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں اوس طرح منکرین شریعت الہی بھی محال
 وغیرہ بھی اوسے ماننے ہیں اگر اس کا استحالة موقوف علی الشرع ہوتا تو منکرین شریعت
 اوسے کیوں ماننے اور اگر شرعی کئے سے مقصود ماوردہ الشرع ہو تو یہ عقلی ہو سکتی بنا
 نہیں ہے بہت سے امور عقلیہ شریعت میں بیان کیے گئے ہیں مثلاً علم باری توحید

و غیر ہر گز یہ امور شریعت میں مذکور ہو چکی وجہ سے اور عقیدے سے نجات ہو جائیگی
سودہ یہ کہ اگر بڑا ہے اثبات دعویٰ میں یہ سنک پیش کرے کہ خدا کے افعال کیا
میں اور کھلیں گے نزدیک سے اختیار یہ افعال کے یعنی ہیں ان شاء فعل والی شانہ
لہو فضل و قبل اللہ لیضاء لہو فعل جیسا کہ مسلم التہذیب وغیرہ میں مذکور ہے پس متکثرین اور
مطیعین کو فروغ و خیریت میں ایسا بھی اختیار ہو گا چاہے ایسا یا نہ ایسا ہو اور
ممکن ہر گز کہ مطیع کو فروغ میں والدے اور مذکور کسبت میں اور اسکا امکان گذر
باری اور خلف فی الوحد کے ارکان کو مستلزم ہے و ہوا یا اقول اسکا
جواب بخیر وجود ہے اولاً نقصاً بجل اباری تھا جسکی تقریر یہ ہے کہ بالانسان
جل باری تعالیٰ محال وغیرہ ممکن ہے چنانچہ محقق والی نے شرح قول غفرلہ
ولا یسمی الجہل ولا الذکربین لکھا ہے اور جواز فعل مستلزم ہے جل کو چنانچہ
مسلم البیروت میں مسئلہ اسکان و امتناع تکلیف بالاحمال میں اسکا تعرض ہے و قد
جواز الفعل يستلزم جواز الفعل فذوق الخمر اور ثانیاً نقصاً بحلف الوعد ایسے کہ
اسکان خلف و وعدہ کا کوئی بھی قابل نہیں لما انفردت ففعلوا انما نقص القصر علیہ تعالیٰ
محال قطعاً بطلاناً اور ثالثاً حملاً تقریر و کسی یہ ہے کہ حسب و اذ طریقہ اور برائتین
سے امتناع اسکان کذب باری تعالیٰ ثابت ہو چکا چنانکہ مفصلاً گذرا اور مجمع و مبہم
بینات مستقیمہ سے امتناع اسکان جل باری تعالیٰ بھی مقرر ہو چکا پس جواز فعل ایسا
ذات مستلزم جواز و امکان کذب باری تعالیٰ و محال خدا تعالیٰ کو نہ ہو گا بلکہ انزل

کائنات بالذات ہونا اور مستند ہو گا کہ انعام طبع اور تہذیب بند و احب الیہ
اور اس کے خلاف متبع بالخیر ہو چنانچہ وجوب بالذات وجوباً متعلق مستند وجوباً الخیر
وجوباً معلول اول ہے نہ امکان مرد بالذات معلول اول مستند امکان عدم
بالخیر از طریق ہے میرا کہ کتب مفول میں ہر لامل عقلیہ ثابت ہے اور سہ اولیہ
ثبات حسن ہے لیکن کثرت سر قید ہر مسئلہ تعذیب بالذات کہ ہو مدہد او
مذہب معتزلہ کلام مفصل اور ہی جواب مانعین تکلیف متبع لذات کا جو انشاء
اقوال نفس میں لکھ چکا بیان بھی جاری ہو گا خدا کے ذمہ متیق بالذات اس
دلیل کا جواب بھی جزئی نہ ہو گیا جو انہما کو رکے قصو میں متبع ہے اور وہ
یہ ہے دوسری دلیل کہ حق تعالیٰ انشاء فرماتا ہے **وَمَا يَكْفُرُ اَنْ يَشْرَكَ**
یہ اب ہو چوتھ تین کو حق تعالیٰ کو اس کے خلاف پر قدرت ہے کہ نہیں شرک کو
کچھ نہ کہ اسے جناب میان صحابہ فرمایا ان بخش کتاب تو مولانا نے نمایا
ہو کان لکھ ہے اگرچہ مجاہد تفریغ شدہ اس دلیل کے دفع کی تشریح کی حاجت نہیں
گا۔ بسط افادہ حواصی شش آیات ہون اول یہ کہ استدلال کے نزدیک کلام نفسی کا
استدلال کذب ہوا متبع بالذات ہے اور اس دلیل ثابت ہوتا ہے لیکن ہو
کیونکہ یہ دلیل مذکورہ میں جاری ہے اسلئے کہ بقدر یہ مغفرت کفار یہ یا کہ خلاف
کلام نفسی وقوع میں آئیگا جسے کذب کہنے میں ویسا ہی مخالف کلام نفسی کے ہو گا
اور ہی عدم مطابقت و تبدل کلام الہی سے ہذا حلف اور دوسرے کہ مقوض ہے

ساتھ علم الہیاتی کے ایسے کہ بقدر وقوع مغفرت مشرکین تبدیل ہو جائے اور
ایسا بنا جو بقدر او کی انسانی احوال مسفرین میں گذر جائے اور قریب ہے کہ ممکن ہو
انسان الغیر محال بالذات کو مستلزم ہو اب کوئی خاصہ متعلق الیہ کے نہ لحاظ نہ کرے
ذاتی کے بنا کہ تفصیل گذر چکا پس اسکان مغفرت انکار دلیل اسکان کذب الہیاتی
نہیں ہو سکتی جیسا کہ اسکان عدم معلول اول سند اسکان عدم واجب بالذات نہیں
ہو سکتی ہے اور چونکہ یہ کہ تقریب نامہام ہے مدعا میں امتناع بالذات کذب کتابی
بھی تھا اور دلیل میں اصلا تعرض نہیں ہے اور یا چونکہ یہ کہ بحث مذہب الہی
جو جماعت میں ہے نہ کہ جماعتوں کے اجتماع میں پس مسئلہ کے ذمہ لازم و ضرر
کہ اس میں مذہب کلام فہمی و کلام لفظی کے درمیان تفرق نقل کریں و دودہ شرط الفہم
عجب ہے جو مزین اسکان کذب الہیاتی سے کہ اب وجود او کا منہر بل سنت میں ہے
کوئی فصل بل مذہب پیش نہیں کرتے ہیں فصل سنایا طر پر آفا کرتے ہیں چنانچہ
یہ کہ اگر یہ کو دل میں نہ گذرے اور اسکو اپنے ثبوت عقیدہ کی سند مقرر کرے کہ صفات
واجب تعالیٰ تکلیف کے نزدیک آمد میں اور حسب زائد ہو میں تو بیشک ممکن بالذات
ہوگی و نہ تو وجہ لازم آتا ہے اسکا ظاہر و نہ کسی کلامیہ مصدقہ
اور صدق و کذب عدم کی صفات اولاد بالذات سببہ اور تنکر کی ثانیہ والو عرف طاعت
کہ ممکن بالذات کی صفت لطیف اولی ممکن ہوگی پس کذب الہی تعالیٰ بھی ممکن ہوگا
چنانچہ سنا ہے کہ ان باب کا کوئی خاصہ امتلا تفرع عدم کی طرف منہر ہوگا ایسے کہ

جس کی نقیض علمت اور غریب قدرت اور ذات کے متقابل حیات است او
کی نقیض وجود و نہی بد القیاس فی البوائی یہ سب بھی ممکن بالذات ہوگی یہ کہ
احد التقضیہ اسکان نقیض آخر کو مستلزم ہے و نہ اسکان اجتناب التقضیہ بقدر
تقصیر و نہ اسکان امتناع التقضیہ بعبودیت امتناع نقیض آخر اور امتناع
الحال محال کما لا یغنی عن الاما اور سلم الثبوت وغیرہ میں کسی نقیض ممکن ہوگا
درم و احسن عدم حیات وغیرہ کا استعمال مستلزم الکتاب و نہ ذمہ کہ ثابت ہو
وحیات بھی ممکن ہو ان تو واجب بالذات کی چہ ہوگی قیادہ است اہل ان غارت
کو تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم یہ کہ دعائیت نہیں ہوا لیکہ بندہ زمین کہ زمین بان
کی صفت بھی ممکن بالذات ہو شلا کل و نہ ممکنات میں ہو اور ان کی طبیعت
کل کی انقصیت محالات سے کہین ملے القیاس کلام باری ممکن ہو کہ کذب
محال کلامہ تعالیٰ عند جوہر کہ تصدیق لا حول و مستعد عدم لایستعد
صداقہ کا انشاءات و لا لفاظ المفردہ و نہ اہل انقصیہ لان نقیض لصدق
عدم و نہ انکس احد صنف انقصہ میں امیر کہ تاہم ان کا نظریہ انقصا بعد از ان
و نہ امتناع تقریر کے بخوبی جان سکتے ہیں کہ بعض تنوہ میں کی وہ دلیل بھی مہیا
قدیم اوستی جیسے انجین ثنائی اور فخر ہے اور بڑے دوسرے سے کہ اس کے لیے دلیل
کسی مقدمہ کو کوئی دلیل اس کتاب تو میں اپنی دلیل سے دست بردار ہو جائے و نہ
و نہ دلیل ہے کہ ہر کذب میں کہ کلام فہمی میں کذب متعلق بالذات ہے لیکن کلام لفظی

قائماً بذات الله تعالى وهو مكتوب في المصاحف مقرر بالأسس محقق في الصدور
 وهو غير المكتوبة والقراءة والحفظ أعادته وما يقال من أن الحروف والألفاظ مرتبة
 متعاقبة فجاوبه أن ذلك الترتيب انما هو في التلفظ بسبب عدم مساعدة الآلة
 فالتلفظ حادث والآلة الدالة على الحدوث يجب حملها على حد ثدرون حدث
 للتلفظ جميعاً بين الأدلة وهذا الذي ذكرناه وان كان مخالفاً لما عليه متأخرو اصحابنا
 الا انه بعد التامل تعرف حقيقة ترك كلامه وهذا العمل لكلام الشيخ
 محمد التهرستاني في كتاب المسمى بنهاية الاقدام ولا شبهة في انه اقرب الى الاحكام لغا
 المفسر الى قواعد اللغة انما هو ارساها لمخلص علامتها ان في شرح عقايد نفي من
 كرامات وذهب بعض المحققين الى ان المعنى في قولنا مشائخنا كلام الله تعالى معنى
 قد ليس في مقابلته للفظ حتى يراد به مدلول اللفظ ومفهومه بل في مقابلة العين
 والمراد به فلا يقوم بذلك تكرار الصفات ومرادهم ان القرآن اسم اللفظ والمعنى
 لهما وهو قد لا كما انهم لم يسموا بالمد من فان نظم المؤلف الترتيب الاجزاء فانه
 بدوي الاستحالة للقطع بان لا يمكن التلفظ بالسلي من بسو الله الاجزاء
 بالباء بل المعنى ان اللفظ الغايه والغنى ليس مرتب الاجزاء في نفسه كالتلفظ بنفسه
 من غير ترتيب الاجزاء ونقدم البعض على البعض الترتيب انما يحصل في اللفظ والقر
 لعدم مساعدة الآلة وهذا معناه هو المراد فلا يرد والقران حادث في ذاته
 الله تعالى فلا ترتيب فيه حتى ان من سمع كلام الله سمعه غير مرتب الاجزاء

احدي اجد في الآلة وهذا حاصل كلامه هو تحتها مقدمه اعني هو ممكن وودون
 تحت قمره في قولنا ان كل شيء منكم له كرامات الله تعالى في قوله تعالى
 ممكنات صفات باقية تعالى من بين باقية شرح عقايد بنصوصه وبكلامه
 مراد من قال الواجب الوجود لا انه هو الله تعالى وصفاته بمعنى انها وجبة ذات
 الواجب تعالى وقد سوا في نفسه فهي ممكنة ولا يستحيل في قدم ممكن
 فانما يثبت القديرون وجباله غير منفصل عنه الله وصفاته باقية مقدور
 من بين وانه حدث او كما لا زعم انما هو ارساها لمخلص علامتها ان في شرح عقايد
 بنهاية الاقدام لا شبهة في انه اقرب الى الاحكام لغا المفسر الى قواعد اللغة
 انما هو ارساها لمخلص علامتها ان في شرح عقايد نفي من كرامات وذهب
 بعض المحققين الى ان المعنى في قولنا مشائخنا كلام الله تعالى معنى
 قد ليس في مقابلته للفظ حتى يراد به مدلول اللفظ ومفهومه بل في مقابلة العين
 والمراد به فلا يقوم بذلك تكرار الصفات ومرادهم ان القرآن اسم اللفظ والمعنى
 لهما وهو قد لا كما انهم لم يسموا بالمد من فان نظم المؤلف الترتيب الاجزاء فانه
 بدوي الاستحالة للقطع بان لا يمكن التلفظ بالسلي من بسو الله الاجزاء
 بالباء بل المعنى ان اللفظ الغايه والغنى ليس مرتب الاجزاء في نفسه كالتلفظ بنفسه
 من غير ترتيب الاجزاء ونقدم البعض على البعض الترتيب انما يحصل في اللفظ والقر
 لعدم مساعدة الآلة وهذا معناه هو المراد فلا يرد والقران حادث في ذاته
 الله تعالى فلا ترتيب فيه حتى ان من سمع كلام الله سمعه غير مرتب الاجزاء

ہیں چنانکہ حاکم نے کذب کے اس پر شہادہ دیا کہ میں اس اگر کذب کا نام لے کر کہتا ہوں
 کذب کا نام نہیں لیتا۔ مگر حق پرستی کا بدو نام بالذات کہ لازماً اس کا نام لیا جائے گا
 بطل و هذا خلاف ذہنی تصدیق اگرچہ خیال کذب میں نظر کر کے کہ ہم یہ کہہ سکتے
 ہیں کہ کلام نفسی کہ حقیقت باری تعالیٰ سے باہر ہے رشک شائبہ کذب و امکان عدم حقیقت
 سے ہوا و مفرق ہے اور برابر میں مذکورہ بالا بیشک اوس میں جاری ہیں مگر کلام نفسی
 و مخلوق ہے اور قائم بذات باری تعالیٰ نہیں ہے وہ امکان کذب سے معری نہیں ہے
 چنانچہ صاحب طائف و سید سندباد پر دلیل استماع کذب باری تعالیٰ کے نفس کر سکتے
 ہیں کہ اسے استماع کذب باری تعالیٰ کا نام نفسی میں ثابت ہوتا ہے نہ کلام نفسی میں و
 عبارت ہو اور احد کذب علیہ عندنا فلتلثثہ اوجہ الاول انہ یفصل النقص
 علی نفسہ تعالیٰ و یفصلہ علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ ان
 یقول یحییٰ احرارہ فی خمس ذوات معنی وقت صدقہ فانی کلامنا و هذا الوجه اما
 بدلی علی کلامہ نفسی الذی ہو صفة قائمہ بذاتہ تعالیٰ کیونکہ صہاد قان
 لا یزعم نقصان فی حقیقۃ تعالیٰ مع کمال صفتنا و لا یدل علی صدقہ فی الخیر
 و الکلمات الی الخیر فی وجہ ہر ذلہ علی معان مقصودہ و لما کان لقائل ان یقول
 علی نفسہ انہ یفصل فی نفسہ شعور الخیر و یجہدہ اشارہ لہ بقیہ
 و اعلم نہ کہ ہر نفسی نقصان فی العمل و یبطل الفہم العقولی فیہ فان النقص
 فی نفسہ علیہ صہادہا اما اختلاف العبادۃ دون المعرفۃ فاحتمل انہ

الفہم العقولی کیف یمسکون فی دفع الکذب عن الکلام اللفظی بل زعم النقص فی افعالہ
 تعالیٰ الثانی انہ لو انقصت بالکذب لکان کذبہ قدیم الا یقوم لحادث بذاتہ تعالیٰ
 فیلزم ان یمتنع علیہ الصدق المقابل لذلک الکذب و الا جائز و ان ذلک الکذب
 ہو باطل فان ما ثبت قاصر امتنع عدمہ و الا لازم و ہوا فتناء الصداق علیہ باطل
 فانما علو بالضرر ان من علو شئی انک لہ ان یخبر عنہ علیہ و ہذا الجہ
 الثالث انما یدل علی کون الکلام النفسی صدقاً لانه القدم و اواہد العبادات
 اللہ علی الجہاد النفسی فلا دلالة علی صدقہ لانا احادثہ فیجوز و اواہد الجہاد و
 الصدق الذی یقال لہا مع ان الاہر عندنا ہو بیان صدقہا جواب اسکا چنچہ وجہ
 و یا جائز ہے اول یہ کہ مناط اس تفرقہ کا یہ ہے کہ کلام لفظی باری تعالیٰ سے قائم ہو اور
 بموجب تحقیق عضد الملک و الدین و اختیار سید سندباد صریح نہیں بلکہ کلام لفظی بھی
 اوس کی ذات پاک سے قائم ہے چنانکہ اوپر گذرے ہیں مناط جریان باری تعالیٰ ہر دو کلام نفسی
 و لفظی میں موجود ہے لہذا مناط ضمنی استماع کذب باری تعالیٰ بھی موجود ہو گا اور سید
 کا اسباب موافق کے رسالہ مستند کو اس کے بعد نقل کرنا شیعہ سنی اعتراض کے رفع
 کی طرف معلوم ہوتا ہے چنانکہ عادت مؤلفین ہے کہ امر حق کو بعد بیان کرتے ہیں
 ورنہ بیان کیا موقع بیان کا تھا یہاں تو تحقیق استماع کذب باری تعالیٰ ہے تحقیق کلام
 نفسی و لفظی بلکہ تحقیق کلام نفسی و لفظی اولیٰ گذر چکی اگرچہ تحقیق کلام نفسی و لفظی
 و مد نظر ہوتی تو اس کو اول تفریع استماع کذب باری تعالیٰ کے بعد فرع کلام نفسی و لفظی کے

بازاں

بیان کرنا پس ثناء اوله امتناع کذب باری تعالیٰ میں جو اعتراض کیا گیا وہ یہ ہو رہا تھا کہ
 یہ ہے اور اپنی تحقیق سے متلخ ماسلف سے اعتراض وضع کر دیا اور دوسرے یہ کہ مذہب
 شئی دیگر ہے اور دلیل سے اسکا ثابت ہونا اور دیگر اگر ایک مدعا کسی خاص دلیل سے
 ثابت نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقع میں وہ ثابت نہیں یا استدلال کا وہ مذہب
 نہیں البتہ رد و اعتراض کی وجہ سے دلیل قاصر سمجھی جائیگی اس مقام پر سید صاحب فرماتے ہیں
 یہی ہے کہ دو دلیلین امتناع کذب کی جو بیان بیان لگی ہیں وہ ثبوت مدعا سے
 قاضی ہیں یعنی مدعا تو یہ تھا کہ کلام فہمی اور کلام لفظی دونوں میں کذب متفق ہے اور
 دونوں دلیلوں سے صرف کلام فہمی میں امتناع کذب ثابت ہوا ایسا سطر سید صاحب
 بعد اعتراض میں کرنا چاہتے تھے کہ مقتضی و اہم بیان مصدق کلام لفظی ہے پس معلوم ہوا
 کہ رد و حوی امتناع کذب کلام باری تعالیٰ میں امر متفق کذب کلام لفظی ہے اور یہی مکرر ہو
 امتناع کذب باری تعالیٰ کو اتفاق قرار دیا ہے باوجودیکہ تصریح سے کہ کلام فہمی کے میں کذب
 اگر کلام لفظی منظر نہ کھا جائے تو اتفاق کیونکر تصور ہو گا۔ تیسرے یہ کہ کذب کلام
 شئی کے اگر ثابت اتفق کی دو دلیلین قاضی ہوں تو مدعا میں مثل نہیں آسکتا یہی
 دلیل سے اور نہ مدعا کمال ثبوت ثابت ہے ایسا واسطے خود صاحب موافق دلیل ثابت
 کے تمہید فرماتے ہیں و علیہ الامتداد اور سید صاحب اسکی وجہ تحریر کرتے ہیں بصحیحہ و دلائل
 علی الصدق فی الکلام الفہمی واللفظی معاً اس سے معلوم ہوا کہ سنت و ایمان کے
 مذہب تو یہی ہے کہ باری تعالیٰ کے کلام فہمی و لفظی دونوں میں کذب متفق ہے اور مقتضی

فرمان

فرمان

ضروری ہے کہ دو دلیلین ایسی بیان کی ہیں کہ بعض مثبت کلام مدعا میں اور بعض
 مدعا کو احراز دہ بعد و صریح المقصود اور چونکہ یہ کہ ہر استدلال صاحب
 نہیں ہے تاکہ مقتضی اور نہ کامیرے دعویٰ میں فتور اور اسے ملکہ شدات میرے قول
 مفسرین بھی تھے جنکا موضوع و مبحث عندہ کلام لفظی کے دوسرا حرمین ہے کہ کلام لفظی
 علی الماہرین علی ہذا القیاس اقوال علمای اصول کہ او کلمہ بھی کلام لفظی کے
 کلام فہمی سے کلام لفظی سے اور پانچویں یا چھٹے من لفظی سے کہ کلام لفظی و کلام فہمی میں
 دال و مدلول کی ہے لہذا یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک صادق ہو اور دوسرا کاذب کلام لفظی
 یعنی دال کو صادق یا کاذب کے یہی معنی ہیں کہ اسکا مدلول ایسی کلام لفظی مطابق
 واقع کے ہے یا نہیں ہے اگر مطابق واقع کے ہے تو صادق ہے ورنہ کاذب کیا لفظ
 انصاف کو جو صحت محض میں مطابق ایمان حاجی کے کہہ سکتے ہیں یہ گز نہیں بلکہ
 مطابق اور غیر مطابق حقیقہ و بالذات مدلولات ہونگی اور بالعرض دنگے الفاظ ثابت
 یہ اعتراضات ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ دونوں دلیلوں سے کلام فہمی میں کذب کا متنع ہونا
 ثابت ہو گا اور کلام لفظی میں یہی ہو گا بلکہ کون قائل کہ کتابت کہ لفظی مدعا
 تو کاذب ہے اور مدلول اسکا صادق ایسا ہیں وہ عبارات نقل کرتا ہوں جس سے واضح
 ہو کہ یہ کلمات الہی تعبیر ان کلمات الزلیہ سے ہیں یعنی کلمات دال میں اور معنی قایم
 بذات تعالیٰ مدلول و الکلام معصوفہ از حد مدبر ہا بالظہر المسمیٰ بقدر ان کلام
 من لغزوت (شرح عقاید فہمی) و تحقیقہ ان لفظی معنی فی لاجہ و وجودہ فی

فرمان

الاذعان ووجوداً والعبارة ووجوداً في الكتابة فالكتابة تدل على العبارة
والعبارة تدل على مافى الاذعان وهو مافى الاعيان آه (شرح عقاید نفی) و همچنین
یک کلام بسیط است که از انزل نابد همان کلام گویاست اگر امر است از همان جا
ناشی است و اگر نمی است هم از آنجا اگر اعلام است هم از آنجا خود و اگر استعلام است هم از آنجا
اگر نمی است هم از آنجا استفاوت اگر چیزی است هم از آنجا هیچ کتب تنزل و صفت
و قیست از ان کلام بسیط اگر نوریت است از آنجا انسان یافته است اگر انیل
هم از آنجا صورت لفظی گرفته است اگر نوریت هم از آنجا سطو گشته است اگر نوریت هم از آنجا
تنزل فرموده و الله کلام حق که علی ایچی کمیت و پیریش و زرد و زلف مختلف است
آمد و (مکتوبات امام بانی مجدد الف ثانی) اب نظار با انصاف اس عقیده که
ما خطه کریم جو ابراز مذکورین مطیع عی و هو نه از بارسی غراسه کاشته بکثره
متنع بالذات ہے اور کلام لفظی کا متصف بکذب ہونا ممکن بالذات متنع بالغير اور
کلام نفسی کا انصاف بکذب متنع بالذات ہے انتہی اس عقیدے کا پورا بنانا ہونا
سیرت تقریباً ثابت اندھن لاشع ہے کیونکہ اول تو مناسط اس عقیدے کے کاتفرقہ
یہ ہے و میان کلام لفظی و کلام نفسی کے وقد علمت بطلانہ و دوسرے کہ ممکن بالذات
اگرچہ متنع بالغير واجب بالغير ہو سکتا ہے مگر متنع بالذات اور واجب بالذات ہرگز
از ان میں بالذات نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ ممکن بالغير کوئی چیز ہی نہیں ہے اسلئے
تقدیر بالذات کو ممکن کے ساتھ مضمض واسطے تعالیٰ وغیرہ کے بیان کرتے ہیں و تقدیر

بالذات
فقط
بالذات
ممكن
بالذات
ممكن
بالذات
ممكن

اخر از می سے اخر از محلات واجب بالذات و متنع بالذات کے کہ ممکن قیامہ لاری
ہے چنانکہ واقف پر مخفی نہیں ہے اور شرح مواقع و غیرہ میں مضموض بھی ہے پس
کلام لفظی و نفسی میں ایسا علاقہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایک کا صدق اور کذب دوسرے
کے صدق اور کذب کو مستلزم ہے اور کلام کا صدق و کذب شکم کے صدق و کذب
کو تو ثابت ہوا کہ بر تقدیر امکان کذب کلام لفظی کے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ کلام
نفسی یا ذات واجب تعالیٰ میں کذب متنع بالذات ہو ورنہ اجتماع متنع بالذات اور
ممكن بالذات کا لازم آئیگا نہ اخلت تنبیہ جو صاحب بات تعالیٰ کے کلام لفظی
میں امکان کذب کے قائل ہوتے ہیں غالباً انھیں اس خیال نے یہ حیرات دلای ہے
کہ کلام لفظی اس ذات مقدس سے قایم نہیں ہے اسوجہ سے اس کا کذب واجب
تعالیٰ کی ذات کی طرے رجوع نہیں کر سکتا مگر یہ خیال محض حاکم کیونکہ اولاً تو اسکی مبادی
خلاف تحقیق ہے صاحب ہوافق نے یہ امر محقق کر دیا ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی
دونوں واجب تعالیٰ کی ذات سے قایم ہیں کماتر یا یہ امر بھی ثابت ہو گیا تھا
صدق و کذب کے مراحاتی اور مولوات الفاظ بین اور الفاظ کا اس وصف سے متصف
ہونا معانی کی بدولت ہے لہذا الفاظ کا اسکی ذات سے قایم ہونا اور نہ قایم ہونا
ایسا کہ جب الفاظ کو متصف بکذب مانا جائیگا تو بالضرر اس کے معانی یعنی کلام
نفسی کو اور اس ذات پاک کو جس سے وہ کلام نفسی قایم ہے متصف ماننا پڑ جائیگا و ہذا
خیال کہ ناچاہیے کہ نقوش الفاظ بالاتفاق کا تب و نہ شکم سے قایم نہیں ہیں مگر جو

تفسيره هذا يخص التناسل من البيضا والى السجود والكبير وغيرهما
الشبهة الثالثة فان توهّم انه لو كان الكلب عليه تعالى محلاً فمتى
 لقوله تعالى (لئن اشركت بحيث عمالك) مع ان العقل على امر على خطر الوجه فاذا كان
 شرك الانبياء عليهم الصلوة والسلام على خطر الوجه كان حط على امر النبي عليه الصلوة
 على خطر الوجه فمما معنى الغفورية المطلقة القطعية لنبينا عليه الصلوة
 والسلام وان هذا الامكان الكلب وهذا خلف **قلت** مع البوجوه عديدة اما اولها
 فلا منافاة بين القضية الحملية الضرورية اي نسبنا اصل الله عليه وسلم مغفور
 مطلقاً قطعاً وبين الشرطية اي ان اشركت حط عليه لان الشرطية لا تقتضي وجود المقادير
 ولا وجود التالي بل يجوز ان يكون كلاما متنعين كما يظهر من التالي في هذا القول **لا**
 عبد لولد الله (وقل ان كان لترحمي) **واذا** فانا اول العابدات (وكما لا منافاة بين قولنا
 لا شيء من الخمسة بمنسوبة بمساو وبين قولنا لو كانت الخمسة زج كانت
 منسوبة بمساو وبين فاذا لم يكن بين الحملية والشرطية تناقض فلا توهّم لامكان الكلب
قال المفسر في غير الذي الذي **السؤال الثالث** كيف هذا الكلام مع علم الله تعالى
 ان رسوله لا يشرك ولا يخاطب **الجواب** في لئن اشركت لم يحط عمالك
 قضية شرطية والشرطية لا يلزم من صدقها صدق جزئها الا ترى ان قولك لو كانت
 الخمسة زج كانت منسوبة بمساو وبين قضية صادقة مع ان كانوا احد
 طرفيها غير صادق قال الله تعالى (ان كان فيهما آية من آيات الله لفسدنا) ولم يلزم من

هذا صدق القول بان فيهما آية وبانها قد صدقنا انتهى **قال** ابو السعدي **الاشك**
 الاية كلام وارح على لفظ الفرض لتجوير الوصل واقطاط الكفرة ولا يذان بغاية شناعة
 الاشرار وقبيح وكونه بحيث ينبغي عنه من لا يكاد يمكن ان يباشر فكيف عن عداوة
 انتهى وقس على هذا قوله تعالى (لو نطقوا علينا بعض الاذنين لاخذنا منهم باليمين) **آه**
 وقوله تعالى (واذا الاذقان ضجعت الحياكة وضجعت المماواة) **آه** واما ثانياً فالانتم ان
 كلمة ان لا تستعمل الا في امر ترد الوجه وان كان اصله هذا كما مضى عليه السلام
 القدر ازان في المطول وغيره في غير ما لا ترى الى قوله تعالى (وقل ان كان لترحمي) **ولا** فانا
اول العابدات (فهل ترى امكان الولد لله تعالى مع دخول كلمة ان عليه حكمة امهنا
 قال العلامة ابو السعدي فان مضمون الشرطية انما هو تعليق شيء بشئ من غير تعرض
 له كان شيء منهما كيف لا وقد يكون كلامهما متنعاً لقوله عز وجل (قل ان كان المرء
 وله فانا اول العابدات) وقوله تعالى (لئن اشركت لم يحط عمالك) ونظائرهما انتهى -
واما ثانياً فالحط اب وان كان فنظير النبي عليه السلام لكن المراد غيره فلا مجال لتوهّم
 امكان الكلب قال رحمه الله في تفسيره ان الخطاب مع النبي عليه الصلوة والسلام
 في الخطاب المراد منه قوله تعالى (يا ايها النبي ايق الله ولا تطع الكافرين والسافهين)
 وكقوله تعالى (لئن اشركت لم يحط عمالك) ومن الامثلة المشهورة يا ايها النبي
 يا ايها النبي **آه** وقال القاضي ابو الفاضل عياض في الشفاء وقوله تعالى (لئن اشركت
 لم يحط عمالك) وما المشبهه فالمراد غيره وان هذا حال من اشركت والنبي عليه الصلوة

والسلام لا يجز عليه هذه **الشبهة الرابعة** فان اختلفت اياته
 لو كان كتاب الباري عز وجل لا معنى لهذا الاية فان كنت في شك مما مر من الاية
 لان خبر الله تعالى لما كان هذا لا يحفل ان ينطق الالكاف عليه فليكن تصويص النبي
 عليه الصلوة والسلام الشك والارباب فليس هو ان يراعه امكان الكذب والارباب
 بما مر من ان الشرطية لا تقتضي امكان وجود المقدم او التالي او المزمع عنه غير النبي عليه
 الصلوة والسلام تعريفاً وان قال الامام الهمام في تفسيره وانما هي على ما سمعته
 ذكرنا وجه الاول قوله تعالى واخر السورة فرباها الناس **الشبهة الخامسة** ان
 بيان المذكور قول الاية على سبيل التوضيح المذكور من قوله في الآية على سبيل التوضيح
 انما ان الرسول لو كان شاكياً في بوء نفسه لمكان شاكياً في بوء نفسه ولو كان
 سقوط الشريعة الكلية والثالث ان يتقن ان يكون شاكياً في بوء نفسه
 يزول الشك باخبار اهل الكفاية بغيره فلا يكون كذا ان حصل فيه من يكون
 هو من الاية ان قوله ليس محجة لا سيما وقد تقرر ان ما اوله يبعد من التوراة والانجيل
 فكل مصحف فثبت ان الحق هو ان هذا الخطاب وان كان في الظاهر من الرسول
 صلى الله عليه وسلم لان المراد هو الامتثال قال واقر الله انتم انتم في هذا الاية
 ان قوله فان كنت في شك لا امكن افضية شرعية والقضية الشرعية
 لا استعمل فيها البتة بان الشك في فعله يقع ولا بان الجزاء وقع او يقع او لا يقع
 عياض في شفاء اعلى من الله والاكثاف فيقيد ان ما يتعلق منه بطريق التوجيه وحمل

بانه تعالى وصفاته ولايمان به وبما اوحى الله اليه فعلى غاية معرفة وضوح العلم
 واليقين والانتفاء عن الجهل لشئ من ذلك او الشك لا يرب فيه العصية من كل
 ايضا ما حرفة بذلك لليقين هذا واقع اجزاء ليس عليه ولا يصح ما مر من
 الواضح ان يكون وتنفرد الانبياء سواء انتم **الشبهة الخامسة**
 من علمت قال الله تعالى انما لا تخلف لميعاد ان الله لا يخلف لميعاد ومن اوفى
 بعد من الله ان الله انما لا تخلف لميعاد وقد قلت ان الخلف في السعي استحيل فمعنى قوله
 انما لا تخلف لميعاد ان الله لا يخلف لميعاد لان نصر الله قريب فانه لو لم
 يمكن الخلف في الميعاد لما كان الاستبعاد النضر معنى فقلت كفى عا المؤمنين انما لا تخلف
 وتفسير هذه الآية تجزاه الله عدا خير الجزاء **المسئلة الخامسة** في الآية اشكال وهو
 ان كيف يليق بالرسول القاطع بصحة وعلاؤه وعياده ان يقول على سبيل الاستبعاد
 متى نصر الله والنجوب عنه من وجوه احدها ان كونه رسوله لا يمنع من ان يتأذى
 كذا لا اعدا قال تعالى ولقد علم انك يضيق صدرك بما يقولون قال تعالى
 بعد ذلك يا اخي نفسك ان لا يكونوا مؤمنين وقال تعالى احقوا ذا السنين رسولاً
 يا اخي قد كانوا حاسوا نصرنا فحقى وعلى هذا اذا ضاق قلبه وقلت حبله وكان
 قد سمع من الله تعالى انه نصره الا انه ما عين له الوقت في ذلك قال عند ضيق قلبه
 متى نصر الله حتى انما علم قرب الوقت نزول همه ونعمه وطاب قلبه والذى
 يدل على صحة ذلك انه قال في الجواب الا ان نصر الله قريب فلو كان الجواب يذكر

الغريب على ان السؤل كان وانما الغريب هو كان سؤل فمعنى قوله
 العلم لا بد كان هذه العجائب مصاديقها التي لا تنفك عنه فوجوب معتد
الشبهة السادسة فان قلت فاما في حديث الصحيحين
 في البخاري والاسلم وغيرهما عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت
 ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمشي في صلاة حتى لا يحسبه فهو زنة
 اما كان يتيمم قالت كان اذا راى عينا او شيئا من ذلك فوجهه قد استبرأ
 صلى الله عليه وسلم راى الناس اذا راوا الغنم فوجهه ان يكون من شاة
 اذا راعيت معرفت فوجهها الكرامة قالت فقال شاة يومئذى ان يكون
 عذاب فقه عذاب قوم بالرحمة والبر والبر والبر والبر والبر والبر
 مغفورا لمطلقا فلو لم يكن ان تخلف فاقول ان هذا الخوف والاقبال
 جاء في حديث آخر ليس له وغيره قلت اوم كان هذا الخوف لا يحسبه شاة
 صلى الله عليه وسلم حتى يحصل التوجه لئلا يكون له لامة كما في الحديث
 والنسلا وقاله التوجه كان خوفه صلى الله عليه وسلم بعاقبوا لاصحابه
 ومرو به لاول سبب الخوف انتهى وقد جاء النص في حديث رواه مسلم
 كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم الربيع والغدير عت ذلك فوجهه
 واقبل وادبر فاذا مضت سريره ذهب عنه ذلك قالت عائشة فاستيقظت
 حشيت ان يكون عذابا باسطا على امي ويقول اذ ذرني بالفرحمة حتى وادى بحمل

ان يكون هذا قبل ان يذوقه حسره ان حزنه وسكنا بحس على امره على
 بعد ذلك ووجهه وحسنه في منزله كما يحس من سؤل في حشمة
 ان يذوق في خوف من حسره وسكنا بحس على امره على
 يوسر من منى به فليس من سؤل وقصه ان يذوق من منى به عليه وسلم
 فقلنا بضمنا كما هو عليه من قوله في قوله تعالى ان الله على كل شيء
 قدير معقوبه بطلقة لا تارة الا ان لا تارة السكنا به وعنه انما
 شاة لا ان يذوق ولا من ولا من كما هو مقرر بخصوص في حشمة
 هذا ولا من ولا من ولا من ولا من ولا من ولا من ولا من ولا من
 ما كان خوفه من في حديثه هذا كونه من منى به من الا ان يذوق
 ان يذوق من الا ان يذوق من الا ان يذوق من الا ان يذوق من الا ان يذوق
 من يذوق من مغفورا بطلقة لا تارة الا ان لا تارة السكنا به وعنه انما
 موت وفوته ان ميت والموت مغفورا بطلقة لا تارة الا ان لا تارة
الشبهة السابعة وقد عرفت حديثه من الا ان يذوق من الا ان يذوق
 في حشمة حشمت شاة من الا ان يذوق من الا ان يذوق من الا ان يذوق
 من عذابي راى حديثه من الا ان يذوق من الا ان يذوق من الا ان يذوق
 من الا ان يذوق من الا ان يذوق من الا ان يذوق من الا ان يذوق
 من الا ان يذوق من الا ان يذوق من الا ان يذوق من الا ان يذوق

الفكر بان لعل هذا كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم لا قبل رسوله
 خشى ان يكون بعض مقدمات الساعة وبالظن ان ليس عليه ما يستند
 مره من هذا فاستقام القول النورى وهو هذا فثبت شكل من حيث
 لها مقدمات كثيرة لا بد من وقوعها ولو تكن فعت كظهور الشمس من وراء
 خروجه الدابة والمار والرجال وقتلا الفرك واشياء اخر لا بد من وقوعها قبل الساعة
 كظهور الشام والعراق ومصر وغيرهما وانفاق كقول كسرى في سبيل الله تعالى في غير
 وغير ذلك من الامور المشهورة في الاحاديث الصحيحة ويحاج عنه رتبة سند هذا
 لعل هذا الكسوف كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم بهذا الامر ولو سلم
 خشى ان تكون بعض مقدماتها الثالث ان الراوى عن النبي صلى الله عليه وسلم
 ان تكون الساعة وليس يلزم من ظنه ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم خشى ذلك
 حقيقة بل خبر النبي صلى الله عليه وسلم مستحسنا لهما بالصلاة وغيرهما
 الكسوف مبادى الى ذلك وربما خاف ان يكون نوع عقوبة كما بان صلى الله عليه
 وسلم عند محبوب الرجز تعرف الكراهية في وجهه ويحاج ان يكون عند الله
 في آخر كتاب الاستسقاء فظن الراوى خلاف ذلك ولا اعتبر رتبة انتهى وايضا
 الخصم كما مر في رواية وقال بعض النكلاء في ان كان كذبه نعا الله محذور
 يقع لان الكذب وجود لا عدم واقفا لا غير وهو في نفسه ذاته من جهة وجوده
 حسن لا فيهم والفتح الذي عرض له فهو جهة في الحاقه انما يتصور بحاطب

والا فلو كان الكذب
 لا يكون له وجود
 بل هو جهة في
 الحاقه انما يتصور
 بحاطب

مخلوقين لا بالنسبة الى الحاقه كذا في نفسه من حيث لا يكتب المصنف
 فيهم لان حيث خلقوا لخلق فاقبح انما يعرض به في حق العبد ككاسب لا في حق
 انما انك الحاق وهو في حرم جهة ضربه احد نحو ثلاث خضراواته او خذ
 فلو كان في الكذب نفع احد من حيث المان وانفس صار حصة من فخره في بعض الاوقات
 مثله لو كان في الصديق فنفسه في الكذب بخلافه كون الصديق حرمه في الكذب مرصا
 ففهم ان قبحه عارض لاجل في الحق وليس هو احد من الناس في وجوده واقدمه لا
 لهما وان كان في الكذب لا يفيق بشا الصلوات لان كسب الشرف فيه وهو النسبة الى الخلق
 الاخر فيه وهو النسبة الى حق هذا الدليل على ان الدليل على هذا ان مسدود
 سبيل ناصل الله عليه وسلم كان معفورا لقوله تعالى ببغضك الله فانهم في ذلك
 او وخرقوا كان الخلف في الوعد متع لمان بخلافه صلى الله عليه وسلم لما امر بقوله
 انما في ان ملكي لله ومعني وقوله تعالى انك شريك لي على ملك وغيره
 من الآيات وكلمة ان انما دخل على ما لا لا متع بهما المعنى وم انما هو وجوده
 الوجود كما هو مسلم عند علماء العروة خشية ما يكون من انما لان الحاقه وانما
 ولا ريب انما احد لا يتجسس الشريك مستحيل بل العشية من الله الوجود والآيات لكثيرا
 والاحاديث العديدة قد راع على امكان كذب الراوى في حق شانه لحوافق
 ومن مفاصله وغيره من التحقيق في امكان الكذب وهذا العبد معذور ولا
 اهل بحلام في امكان الكذب فالعبد ايضا يحفظ امكانه لا يقفه حتى التفت

اوما لا فلان هذا المذكور مبنى على مذهب الاشاعرة القائلين بشريعة الحسن القبح
 اعنى لا شئ فحده ذاته مع قطع النظر عن امره المانع ونهيه حسن وقبحه بمعنى
 عيونه او بديان عاجلا ويستحق بالثواب والعقاب اجلا بل ما امر به حسن وما
 عنه قبحه ولو انعكس الامر انعكس الامور ان الاماني الكفر والصلو والصوم والزنا والفسق
 في مرتبة الذات قبل ورود الشرع سواء سبقت الافاوت بينها في الحسن والقبح المعنى
 المتعارف فيه بخلاف معتقد مشائخ الماتريدية كثرهم الله تعالى القائلين
 بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها على الشرع بل الاشياء في حد ذاتها هي اجنبية
 حسنة وبعضها قبيحة وهذا كله مصرح في التلويح والمسلم وغيرهما اليه يستدبر
 قوله تعالى اقل ان الله لا يامر بالفتنة الا بامر الله لا يامر بالفتنة الا بامر الله لا يامر بالفتنة الا بامر الله
 للماتريدية بما ذهب اليه الاشاعرة الذين اشبهوا الشوافع والافاق بالقليل واما
 ثانيا فلان القبح بمعنى صفة النقصان لا اتفاق كما مر غير مرة فكيف يسلم ان
 قبح الكذب عارض لاجل النهي بل الكذب صفة نقصان بالاتفاق العقلاء والله
 تعالى منزاع عن النقائص بالاجماع وان لم يكن قبحه بمعنى ما يستحق به العقاب عقليا
 بالاتفاق لكن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنى لا يتصور في حقه تعالى وادراكه
 فلان فيه تليق بآب الدنبيين لان الاشياء كما قالوا عبر عن القبح بالاشياء لاجل
 كذلك نصوا لمخوف الحسن لاجل الامر فما معنى لكون الكذب حسنا في حد
 ذاته قبيحا لاجل النهي نعم قطع النظر عن الشرع كما لا يفر فيه كذلك لاجل حسن

عند الله انما يقصور حسن الذي في دماغ غيره لان في هذا منتهى
 ليس الحسن شئ عندهم بل من ثبت القبح الذي عندهم من غير ان يثبت قبحه
 فبحسب الكذب لاجل الضرر والادبية اهذهامات مما سبق من ان قبح الكذب لاجل
 لان من القبح كما ترى على خلاف ما دام القبح موجودا ووجه القبح والضرر به انما
 لا ادبية ولا فساد وغيره من صفات الخير ووجه الامر مقامه وجهه لا يحسن
 القبح من عند الاشاعرة واما مشائخ الماتريدية فقالوا الكذب لا يصير حسنا
 بدات وان صار اجابا هو باق على قبحه الذي كما هو منصوب في مسأله
 غير ذلك كما قالوا لو كان قبحه لا يتغير وقد يختلف فان الكذب من اجاب
 لخصه شئ به قد يرى من سبائك والمخواب ان هناك امرين باق القبح
 لا ان الكذب صاير اجاب بل عليه ان هذا الكذب واجب في اخر الحسن
 فهو ربح لغيره لا ياتي في القبول انه وهذا معنى قوله لا يصير حسنا
 ودرجه ما قبل لغيره لان الكذب ان كان فيه نفع لاجل يصير حسنا
 فربما ان كان لا ينفق وما كان مستافلان قوله ان الكذب وجه لا يعدم فذلك لا
 يجوز هو من جهة عدمه من جهة الوجود والقدرة احسن لا يفر ما اذا ادبه ان اراد ان
 كذب على الوجود بغيره فهو من البطلان لان المصادر لا تخذ الامر دفعا
 او جزئيا وبظاهر ان الكذب ليس بمراد الوجود والقدرة ولا حيزا لهما ولا يحسن
 ايضا وان اراد الكذب موصوفا ومقدورا فان اراد ان كذب البارى موجودا

فهو اول المسئلة وجاء للمصداقة على المطلوب فان المطلوب ما كان الا ان كذب
 البارى ممكن وما صدق الدليل هكذا كذب البارى ممكن لان كذب موجد ومقدور
 وان هو الاجل المدعى جزء الدلائل وايضا مناف لقوله وان لم يقع فان فيه اعتراف
 بالوجود وان اتاد ان كذب الممكن المخلوق موجد ومقدور وهو من جهة الوجود و
 القدرة حسن فلا يعينه المطلوب لان الكلام كان في امكان كذب البارى وخبر
 من الدليل امكان كذب المخلوق ولا كلام فيه بل العالم مشعور من الكذب بلا
 انقياب واما سادسا فهو منقوض بظلم البارى تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا
 فان مقدما للدليل جارية فيه مع تخلف المدعى فانه لم يقل به احد من اهل
 السنة والجماعة وان قال بالفرقة الباطلة المزدانية واما سابعا فلان ليس
 الكلام الا في امكان انصاف الكذب وكسبه لا في خلقه كيف وان الكذب شائع
 خاتم في العالم وليس خالق الاشياء عند اهل الحق الا الله تعالى لا يغير نوره كذب البارى
 يلزم كسب الكذب لا خلقه في محل اخر وكسب الشقيم عند المستدل ايضا
 كما فرض في الدليل فيلزم القباحة والشناعة هذا خلف وما قال في الدليل النقل
 من ان الخلف في الوعد لو كان ممنوعا مع كونه صلى الله عليه وسلم موعدا
 بالخفة لجميع ما تقدم من ذنبه وما تاخر لما كان الخشيم صلى الله عليه وسلم
 معني فجوابه ظاهر فانه صلى الله عليه وسلم واخفى لاجل نفسه النفيسة
 من العتاب الاخرى بل لاجل الامة اولاداء الشكر اظهار الخشوع والخضوع

في الحضرة الالهية وغيرها كما قال القاضي عياض وعبارته هكذا وايضا
 فيقال شعر فانكم ومن وافقكم تقولون بغفران الصغار واجتناب الكبائر ولا خلا
 بعصمة الانبياء من الكبائر فما جودتم من وقوع الصغار عليهم ففي مغفرة
 على هذا فاما معنى المواخظة بها اذا عندكم وتوحيث الانبياء وتوبتهم منها ومغفرتهم
 لو كانت فما اجابوا به فهو جوابا عن المواخظة بافعال السوء التاويل وقد قيل ان
 كذرا استغفار النبي وتوبته وغيره من الانبياء عليهم السلام على وجه ملازمة
 الخشوع والعبودية والاعتراف بالقصير شكر الله على نعمه كما قال عليه السلام
 والسلام وقد امن من المواخظة بما تقدم وما تاخر فلا يكون عبدا اشكورا وقال اني
 اخشاكم لله واعلمكم بما اتقى قال الحارث بن اسد خوف الملائكة والانبياء
 اعظام وتعبد لله لانهم امنون وقيل فعلوا ذلك ليقبلى بهم ويبقى بهم
 كما قال لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا انتهى وايضا قال في
 آخره فلا عن النبي والثقة الكبرى والحزن رفيق واليقين قوت ونور لاجل اني متي من
 ادعى الخشية لاجل عدم وثوق النبي بمواعده تعالى فعليه البيان البرهان بل هذا
 محال لقوله تعالى ولا تحسبن الله مخلف وعده رسلا ولا يلزم عدم امتثاله
 بنهي الله تعالى عن حساب الاخلاق في مول عبد الرسل وهو صريح بالاطلاق والا
 فان عصمة الانبياء المقر عند المحققين صلوات الله تعالى عليهم اجمعين ومنقوض
 لقول عائشة رضي الله تعالى عنها المذكور فانسبق من قولها معاذ الله واعد الله

آء وايضا نفي لقاضي عياض بقوله لا انك شئت في وعد الله وايضا يظهر من تتبع
سير الانبياء عليهم الصلوة والسلام انهم على كمال وثوق واعتماد بوعيد الله
تعالى لا يتطرق وهو امكان خلف الوعيد في قولهم لا لازي الى قول موسى عليه
وعلى نفي الصلوة والسلام (كلان معي رب سبيدي) بعد ما قال له قوم فقال
(فلما تاتي المحضر قال اصحاب موسى ان الله ركوب) والى قول نبينا صلى الله عليه
وسلم لو فقه في الفار (لا تحزن ان الله معنا) وقد روى عن عائشة رضي الله
تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يحرس حتى نزلت هذه الآية (والله
يعصمك من الناس) فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه القبة وقال لهم
يا ايها الناس انصرفوا فقد عصمني ربكم وحي وقيل كان عليه الصلوة والسلام
يحان قريبا فلما نزلت هذه الآية (يا ايها الذين امنوا اذكروا نعمت الله عليكم
اذ هم لا ياء) استلقى ثم قال من شاء فليتي ذنبي انعم (شفا قاضي عياض) وما قال
بعض الكبراء لو كان الخلف في الوعد متعطلما الى النبي بقوله تعالى (قل ان هلكن
الله ومن معي لا ياء) وبقوله تعالى لان اشركت ليحطن عملات الا ياء وغيرهما لا ياء
لاخر فقلنا بما جاب فيما سبق من مصادق لا نعيد وايضا ما خرف للاجماع فان الخلف
في الوعيد وان جوزه لكن الخلف في الوعد قد عد متعطلا بالاجماع كما هو ما قال ان
شارع المواقف والمقاصد وغيرهما من المحققين قد جوزه والكذب عليه تعالى فقد
علمت فيما سبق ان التحقيق خلافه فلا حاجة الى الاعداد والله ولي الافادة والمآلة

يهدى من يشاء الى صراط مستقيم خلاصه مرام به كه اهل حق كه نزديك كند
باري تعالى هرگز هم از ممكن نبيند كه انهم في كمال لفظي من يكلامه عقيدة فقر زان
مردار به كه از مجوزين خلف في الوعيد هرگز متعطل جواز كذب باري تعالى نبيند
بلكه او كذب باري تعالى او تبديل قول الهي كالزام لكا يا جابا به او رده بر دفع
به او تحقيق خلف في الوعيد كوجاهز نبيند كه اكر قول شاذ هو توه بقبال انصاف
قاطعه مردود يا قول هو كاجاهز ايسه اقول شاذه سے عقيدة كاثوت كيوكر هو كاست
اثبات عقيدة كه لي دليل قطعي هو يا جابا به او زبان درازی اس امر من جواب
نقصان دين او باعث ضيكة دشمنان شرع متين به الله تعالى اهل اسلام كو آت
بجاءو الله اعلم وعلمه اتم واحكم سبحانه ربك رب العزة عما يصفون و
سلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين سحره فقر عباد ذي المن عبده
احمد حسن عصمه الله عن افات يوم المحن بفضله الخفف والعلل المقيد في بلاد كنفوه
صاننا الله عن الشر والمدرس في دار العلوم في آخر عشرة ذي الحجة سنة ١٢٨٤ هـ
اب وده تفرطين نقل كياتي من جو كرامه اسمره او زاندر رسال بركي مين *

صوة ما قوطه من العلماء الكرام صلوا لفصلاء العظام استأ
استاذة الهند والشم محط رجال الفخامات من آيات الله
الحضر مولانا محمد لطف الله دامت بركاتهم وعمت

فيوضاتهم لقد اجابوا افاد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هو اصدق قبيلا والصلاة والسلام على من بعث مرشدا دليلا على الله واصحابه الذين كانوا على نور الله عما يبلق عجزا به وبعد فيقول العبد الضعيف المعتمد بحمد الله المتين محمد لطف الله تجاوزه الله عن سيئات يوم الدين الى ما الفت هذه الكتاب الذي مرصفه لطلوع الاجاب ثالث انفة التحقيقات الشرعية والتدقيقات الفلسفية في الخبر الكامل البحر الفاضل الذي يفخر بوجوده الزمان المولود احمد حسن حرمل الله ذاته واسعد اوقاته فوجدته يحكم المعاني سديا للكتاب حريانا في كتب علماء الزمان على صفائح الواقيت بمياه العقبان وقصيدته تحفه العبد عقد الجبل محتويا على تحقيقات بدعية لطرب الاسماء ومشتغلا على تدقيقات منيعة يقبل اليها الطباع خزنها الله مرصفه جزاء موفرا وحمل سعيه



مشكورا واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على طه الامين

صوقا قرضه البحر الكامل والخبر الفاضل جامع العلوم العقلية والنقلية مصدرا للكمال البهية الاديب الابرار الطليين اللبيب بهجة الادباء

او حلال النبلاء الا لعل اللودى مولانا احمد عبد الله النوراني اتحادا غيا فدرجبت العلو في بلدة لا هو حفظها الله من الحور بعد الكور ولقد احسن المقال ابدع فيما قال

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين هذه رسالة شريفة باعثة ومقالة نفيسة في تبيين بوضوح غرضي من ابداعي على مكان الكذب والظلم وتقرير بطلان ما حوّلوا من النسخ الشريفة ولما لا يصار افاضها بالرافعة السعيدة وتطرب ذوي الالهة رافاضها بالرافعة الشريفة لتتشرع بها صدور راسخا الا تزال وتقبض عنها قلوب السعياء لا بد من قمر بهاموس رب البيت السعيدة اذ وتخرج منها عيون اصحاب الخند والنقاد مقاصد ماثلة بالبرهين اذ مرفوع ومفاتيح موشاة بالسلاطين لدرجته وادبها بالغة لا يباد مشايخها ان تغيب عن عيون من يرتادوا وواحد شؤنه ما لا يشكك في كتمانها من اعصافها الى طريق العناد معارف بيانها الصافي واصبغة لفتها ساطع الفالين بالبحر والامانة ومقدرة تبيانها الصافي واصبغة لفتها ساطع الفالين بالبحر والامانة حق بها الخيل اسامي والبحر الصافي الفاضل بحبته وذو العقل صايب ولقد اناق ولله التقيف والفكر كحصيل من ارض الرزق من واحد من اصحاب

الحبيب الأكرم - والشفيق الأنحرم والرفيق الكاهنم. والصديق الأعظم ولا المولى
 الحافظ **احمد حسن** سلمه الله عن مصابيح الرحمن وجواهر الفتن. المالك لا يهزم
 العلوم العقلية كلها بل انما هو والقائد لا عنة الفنون العقلية جلها من غير فاع
 الذي يقتبس عن ضياء فضل الله الذي والقاصي ويختفي من ثمار جلاله العاري و
 الكاسي وسهام تفرير صابغة الى غيوب صفوات الغيوم الذي رشيد همد غوى
 وصده وقهمه وان. وصاح تحورية ناشئة على سدة سقطات النفس الذين خيلها هم
 خليل واميدهم خزان فيه شمل باطنها هو وشرد حجم خز عبيالهم وسوق وجوه
 مقالاتهم ويض عيون ضلالا فيهم وشئت جنود وسواس نظارهم وقتت قلوب
 بها حسن مكارة قدامهم عليه يوم القيامة ومطر عليهم مطر الحماة كما قد فعلت بهم
 ذلك ثم بعد كبري وكرامة غيب اخرى بالامانة والمشافهة والمعارضة والمعا
 حين تكرو سوا وازدهوا ببلادة الاوهى. التي هي كاشا شرق والساهوى. في الضياء والنق
 سلمه الله واياها من شبر والرهوية ووصوا ذ الحوى. فابتولوا انشيق وانفوا
 وانفوا وانسلوا وانفوا كما لهم جودا منتشرا اودر مشفقا وبالجملة فقط
 واولا القوم الذين يحبهم والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام
 على رسول الله محمد وآله وصحبه اجمعين برحمتك يا رحيم الرحمن فقط
 كتبه العبد المذنب الفتي
 محمد عبد الله عفا الله عنه

صوة ما قطف الفضل المحققين شرب ثلثه فقين اكمل
 المناظرين اجل المعارضين اجل المعارضين اجل المعارضين
 ابلغ البلاغ انصهر الفصحى افقه الفقه انج النجباء اشرف
 الشرف اعل العلم اولنا واب الفضل ولنا المولى محمد على
 حفظه يكتف عال الخفي والجل المتوطن ببلادة كانفوا بها الله عن

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذي احب نبيه عن وصم لفقهمان حتى جعل كلمة سبحان الله
 نصف الميزان. على لسان نبيه عليه الصلوة والسلام لا تمان وشطرها من كلتا
 ثقيبات في الميزان جيبان الى الرحمن والصلوة والسلام على اشرف المقدسين
 المسبحين للمنان الذين ينثرون ثمر شجرة قبول السجود تهافت الذنوب العصيان
 كشتا قظا وراق الاغصان عند محاول الشمس في الميزان. وعلى اله وصحبه الذين جعلوا
 من اواردهم شيايح الحزان من كل نقليصة وانشان اما بعد فيقول العبد الضعيف
 الخفيف المتفارق المشتاق الى مكره الغنى الخجل في الانفس الافاق **محمد علي** و
 عن دينه الخفي والجل الى. عند النظر واجلت الفكر في هذه الجملة السائغة
 والعاللة الرائعة. فاذا انهم خجلت وبجر عجايب. تفر بها أخذة عجائب ومربية ضياء
 مقاصد ما لا تدركها العقول على نحو الثبول ومطابها عقدا الجمال في جند عثمان

والله اعلم
 بالحق
 والصلوة
 والسلام
 على
 سيدنا
 محمد
 وآله
 وصحبه
 اجمعين

الجنان فواضب بحجج القومية فواهم لصده وهو احسن الشيطان وعواضبه
 كبتاتها للسقيمة فواهم لظهور وساوس شيقا لولهاث والغيت رياحين
 مضامينها اثر عبد الرزيع الزاهر وصادقت تغريد الفاظها يعني عن زيات الزاهر
 براهينها اضواء من الشمس البازغة وسلاطينها المهر من انوار الامعة عاوينها
 من شيد الاحرار وقفا وبها عبق من رخا اشجار ارفاد تحقيقا لها شهي من مسك
 اذ فرقت قيفاها لامن خلق اعظم ثباتها الوافي بضاهاى بانوارها النور الزاهر
 الكافي باعي بفرانده ماعقود الجواهر ثباتها الغالية حاكت الارياض المرافقة
 ولها ثباتها العالية ضاقت النواهد العتيدة اقترت افقها وافتتحت منورها
 من رهو الخوان ورفرت بقريرها جل من شقائق النعمان ليعلا وهدى بالحو النور
 وشذبها البحر السليم ورفرفها الفلك قد تم المقام صفها المقام اجتمع العلوم كانت
 اضر الملكوت تراس العلماء صباها الفضلاء الذي برع على اقربانه بالفضل والكمال
 وفاق على امثاله بلا فائدة ولا اكمل الذي سد متك الملك الفرائد ومنه لم يعط
 الرجال العراة اللين شهب الا وحده الكبير الخليل الخليل الصديق النبي مولد الفتح
 الحاج احمد حسن صان الله عن جميع الفتن وناوب الرمن ومكارم النعم واخر
 دعوا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
 وازواجه وذريته وصحبه اجمعين الى يوم الدين برحمته يا ارحم

صلى الله عليه وآله
 الفهم لا مصنف الا سلام اعني ابو لوى محمد عبد الحميد السور
 صان الله عن شرور الغي

بسم الله الرحمن الرحيم

نور الاسرار ورتبها من تقدر من شوائب امكان الاكاذيب الباطلة و
 توشيحها لورق وتصفيها من نجاسة من تارة عن معاني العاقل لافاضة ونجيب العواطف
 بجليلها بالصفوة على من اعتنوا شوب حتى حيل العيون الى رعة ونور حدة النور و
 تغاربه واستطاعه من غير ان يفسد لافا وقال اضعه الخليفة من صبا
 بنبوة الامامة ونهت به شوائب الباطلة من رصف الباطل وبعد فيقول من لا
 له الا الاستسكان ولا راس داله الا المسكن محمد عبد الحميد السور صان الله عن شرور
 العواطف والغاي انه كادت ان تنجز حاجات ابي التمر على الحقول وتسدل غشاها على
 محاميه نفوس النجوم وعسى ان يكون الناس بها في الحقوي كالحيا يرى بهيمون
 وعازت مبر المعترف السور آه فم في ضو بها يتمحلون وتختلس بوارقها
 البصائر حمرهم لا يصرون اذ بزغ الرقاد وطاعت نفس السه اذ من مغالاة
 التي دابة ومتارق الدرة فتلا لآل صفحات الدرة عن الظلال ومن خرجت عن
 الحقينة وروية عين العالم ونفخ نهر الحلة ونزل عليه من مجلولة ادهام الحق

من الانوار ذكية وتعارف من انها في فوضلة المقدسة ذوو الطباع السود ومثبت
 نسيمة صخرية من رياض عوارف معارف البهية فتقورت اثار الرزق واذهب بطلان
 السقمى واكتسبت جذوة الاكام حلا خضر ع من بل رغائبه الثراء الذى هو
 طعم الجنين بينهما برزخ لا يغيان من العارفين المعقول والمنقول الذين دارت
 كؤوس تعاطيها في الملون واصناء من المعارف الحولية سرجا وهاجا امتضى
 من اصل شرعة ومنهاجاء واخاض نهل من لبن اوعسل وخرملة للشاربين من العلوم
 الحقيقية والفنون البقية بها يشفى صدور قوم مومنين واستاذى ومطاع
 الفاظ بالحير السر والعلن المولوى **احسان حسن** بحرس الله من
 تباريح الشجر ونواب الجن الذى لما تمكنت عقدة قد انعقدت في مسئلة الحكمة
 كذب الباري تعالى وامتناعه وترجمت دونها اقدام العقول بايقاعه واستراعه
 فاناس في قسيتها كاسطه فيه الى الماء عليه غافه وما هو باقعه فشمع من ساق
 الجذ في الخلالها وافتاحها برسالة فدية غراء ونسيمة صخرية خضر الى
 مياذها ومعانيها بحزن يخرج منها اللؤلؤ والمرجان واقرانه دقائق عقد وفي
 ما بينهما استخفا اليدى لا فتان وخرالده ثبات كحى بعين فاستادها ما انتهها
 البصار الانكاد اوراقها ترمى العرقاء في الحبال والنور وشب الثغور فكل يتلو
 الظلم والنور او الظل المرد لاخره فانه كتاب لاياته الباطل من بين يديه لا مخرقة
 وينطق عليك بالحق كيف لا وفيها تنزيها لله عن تمجيز الاكاذيب الى الجليل وشبوت

وجوب الصدق) قد انشدت هذه القصيدة بفضل المفضل المنعم، وفي حيلة
يوم العاشر من المحرم الحرام، مقفلاً على رسالة مدلاة في متنازع كربلاء لعل
الأستاذ الهمام الفتحمق وهو اعظم واعظم عقائد الاسلام،

سبحانك اللهم والاعلاء
انظرن فيه جواز ونجاح
اريد ان وجوب صدق شانه
واليك تشكون ذويه بقولهم
لا حول من احكامك فقولهم
الله يقي من يقول بها
وبينهم الاسفار في بطان
كلان ان لم يتقوا بكم الام
وهو الذي يجب الالوه عقول
ليغوص في بحر العلوم فيمنه
لما رايت معلما في مسند
استادنا ومعلمنا ^{في} احمد حسن
الله يعصمه ويعصم حافظا
ثم الصلوة على النبي محمد

تقریظ و لید بر تخیل فکر خواص بحر معانی نقاد که گفته دانی منشی بی بدیل
فاضل میل مقبول بارگاه صبر مناسبت مولوی نور محمد صاحب چنگا و در این
شاکر در فحش حضرت صنف سلمه الله الی اللہ

گوهر شاه و امیر حمید - و جوهر آبرو شای لا تعد - که راز وی زبان و معیار بیان از بخیر
و بیرونش قاصر و عقل و ذکاوت فطرتان و درک فطانت طلبیتان از قوه تفهیل
آوردنش فاضل - ایشا بارگاه کبریا می متعال نشاند که حضرت کمال باد انکسایت صد
بشارت و کن اصدق من الله قیلا از مدینه کمال صدقش روائی به مضمون به آیت
حق اشارت ماییدل القول الدلی الایاتین طباق تفسیرش طاقی - و لغوت بیرون از احصا
و احاطه قیاس - و رموت افزون از انداز خرد و دقیقه شناس - تحفه حضرت سید الکونین
رسول التقلین - خاتم المرسلین - مروج دارالسنالک لارحمته للعالمین - قدوده انبیا صلی
صلمه - و اصحاب الطینین و الایطاهرین بر شاک یا ارحم الراحمین - ابا عبدین سرگردان
هیچ شفا سی ضرب خورده لطیفه سالی - اضعف عباد الله نور محمد عثمان خوشنوا
خانه با جوده و عطا از می عطوفت می سازد - و گو به طلب قلبی را به تیار می خواص بیان
از همان جهان بر آورده شما محفل اولی الالباب مینماید - که دین زمان صفات اقران
نقدگران بهای هنر و علم جهان صبر کاشده که خورش وارش بخیر و فخر - و جوهر جهان بها
فضل و نعم چنان متاع فائز که انباشت بجوی نیگیند برگ شجر نون عقلی از ارجح

جمل وادانی فرو برخیزد و شمرخت ملوک قتل را منظره سفاکی را که بی تحقیق
از خاطر غریبه علماء و فضا را نهاد - و تفریق ناب بظافت غایب فضا داشت داد - و در چنین
تو فرغ حال شوق بال که ارم شاه و ارباب است شراب جلوه گری است که چشم تماشا میان این
بر شاه راه انتظار دوست - و کدامه دار عشوه پرواز غنچه صبا می محفل افزونی است که خاطر
به مایان محبت ساری دیدار او - چهار بیانا نگری است که آماج از پنجه عالم آرا می خود
انشاء عالمی را با دای شت فیه طره سمن ساری خود کرد - و خمار غنا ساری است که آماج
جلوه گری نهاد آمد و موسم بهار فزوده طرب نشاط گوش چین آیان - و زگار و در داد
با استقبال خیر سقدش عرصه جهان شگفتی گلهای لوان رشک فراوان است و شفا
گیتی از کثرت لاله از غواغ غایت ده کان بدخشان - از هر سو صدای الان صبا می
گوش می آید - و از هر کوی نوای لفظه الصدق شنیده میشود و جهان شد به پیش
و کدامه الی به بجام آمد شراب از غواغ غایت به برون از سینه شد کبر غم و در و نشاط تازه و اها
وطن کرده همانا این مجله نشین زیبائی ز مجبوی است یا که نظرانین و مکرر کان محل
یقین نازش خرد ز بل نگاری است رعنا که تپششان لال تحقیق از راه ریجانی جالش
اقدار دقیق نرؤشند شاهد لغز و لغز بنظر که احقاق حق است و منم بکده تقدیر او طلق
و فیکه شایسته هر هفت آرای تو به بر خنده ظهورش است عقل خرویدین با سمر با سکه
تشریه الرحمن عن شایسته الکذبا لقصان موش ساخت ای محفل صفا است
مشکله و اسکان کذب باری - و شکر گف محمود است تضرع به امتناع و در مکرر فضا

تم

واضح ہو کہ ایمان اسکان کذب باری تعالیٰ سے دعویٰ کیا ہے کہ شیخ موافق اور کتب
مقاصد سے ہمارا دعائیات ہے اور ان دونوں شاعروں اسکان کذب باری کو تسلیم
نکاح ہے اس وجہ سے مجھے ضرور محال کہ دونوں کتابوں کی طرف رجوع کروں مگر اتفاقاً
سے جواب لکھنے کی وقت شیخ موافق تو میرے پاس ہو جو وہی اسکا حال تو ناظرین کو جواب
کے ملاحظہ سے ظاہر ہو گیا البتہ شیخ مقاصد بھی بفضلہ تعالیٰ موقوف ہے رسالہ عجیب راجحاً
الوقت یہ کتاب بھی مجھے پہنچ چکی ہے کہ کہنے کے معلوم ہوا کہ ایمان مذکورین نے نہیں اس
کوشش مقاصد کی طرف منسوب کیا ہے وہ سراسر غلط اور اتنا ہم ہے بلکہ شیخ مذکور تو اس طرح
کی کمال درجہ کی کرتے ہیں باوجود اس کے بیانوں کی تصدیق فرماتے ہیں لہذا مناسب
معلوم ہوا کہ بطور اتفاقاً اسکی عبارت نقل کروں اور پہنچے جو ایک ضمیمہ اسے قرار دوں
عبارت شرح مقاصد صفحہ ۴۸۰ ج ۱

وجہ الثالث ان کلامہ کو کان از لایزال کذب فاضلہ الاول اخبار بطریق المضہ کثیر و کلامہ
اللہ تعالیٰ مثل انارسلنا وقال موسیٰ وحمزہ عن الی غیر ذلک صدقہ بقیض سبق وقوع التنبہ
ولا یصلو السبق علی الاول فحقین الکذب جو محال اما اولاً باعتبار جماع العلماء واما ثانیاً فیما
من اخبار الانبیاء علیہم السلام الثابت صدقہ صریح لالة المعجزات من غیر توقف علی شیئ من کلامہ
تعاظنا فضلہ صریحاً واما ثالثاً فلان الکذب نقض باتفاق العقلاء و هو علی اللہ محال منافہ من
امارة المعجز والاحول والعبث واما رابعاً فلانہ لو تصدق الاول بالکذب فی غیر کلامہ تصدق

من الراجح ان ان
کلامہ لا یزال کذب
الصدقہ انما یست
عند انما یست
فانما لا یزال کذب
من الراجح ان ان
کلامہ لا یزال کذب
الصدقہ انما یست
عند انما یست
فانما لا یزال کذب

فی کلامہ ثابت قد تقدم عدم کلامہ بالضرر من ان علی التنبہ فلا یست علی غیرہا
علی ما ہی علیہ طرہا و ہذا الوجه فی عدم المتظن من الحدو للمسمی عند عبارة علی کلامہ
الاولی و جمع الصدقہ والکذب الی المعنی واما وجہ استناد النقص فی کلامہ البعض لکتابہ الاول
مراي المتظن لہ الفالین البقیہ الحقہ قال امام الخوینہ لا یقبل الکذب کفر فیہ لا یست علی کلامہ
لکون نقصان الکذب عند لا یقیم لعینہ وقال حمید التخصیص لکلامہ الکذب نقصان
کان عقلاً کان قولاً یحسن الاشیاء و فیما عتقاً وان کان معنی الزم الذر و ہذا مبني علی ان
مرجع الاول لہ السمعیہ الاولی اللہ تعالیٰ و صدقہ ان تصدیقہ البقیہ علیہ الصلوۃ والسلام
اجلہ خاص فی عرفہ منافہہ وقال حمید المواقف لوطی مر فیہ بقیہ المتظن فی الفعل و بقیہ
العقل بل مع بعینہ واما انجب من کلامہ مولد الحقہ فی الواقعین علی محال لفرام فی مسئلہ
الحسن القیم والجماع ان کلامہ الاول لا یصفہ بالمناقضہ الحوالہ المستقبل لعدم الزمان آہ
شان مقاصد کے اس قول سے میرے چند ماکی تائید ہوتی ہے جو شیخ جواب مذکورین کے
میں اول یہ کہ کذب باجماع علماء و اتفاق عقلاء محال محض ہے و کتبہ کہ کذب صفت
انقصان اتفاق عقلاء ہے اور دوبارہ تالی میں محال ہے یہ کہ کلامہ نفسی و لغظی میں وہا
اتصاف بصدقہ کذب ملازم ہے جن اول سے کلامہ نفسی کا اتصاف کذب ثابت ہو گا و جن میں
دوئمہ قدرہ صریحہ حقہ کی کلامہ نفسی تو یہ عنوان کلامہ نفسی کا ہوا و سنا و صدقہ کذب کلامہ
ہی کلامہ نفسی کا ہی اتصاف کذب ثابت ہو جائیگا چہ تھے کہ کلامہ متبانیات شیخ موافق کلامہ
کا اول و دوئمہ دلیل سے اتصاف کذب رجالی کلامہ نفسی میں ثابت ہوتا ہے نفسی میں بیان ہوا

من الراجح ان ان
کلامہ لا یزال کذب
الصدقہ انما یست
عند انما یست
فانما لا یزال کذب
من الراجح ان ان
کلامہ لا یزال کذب
الصدقہ انما یست
عند انما یست
فانما لا یزال کذب

الکلمه لایزم الدور اور دور و ستر کہ ہم بجا ث سابقین باری تعالیٰ کے نزدیک امتناع کو عقل
ثابت کر کے ہیں پس منع کے کیا معنی لان المنع مطالبۃ الدلیل وقدم الدلیل جواب شائع
سے جو جامع ہو گیا کہ باری تعالیٰ کے نزدیک امتناع شر سے بھی ثابت ہو سکتا ہے اور عقل سے
بھی پس شرعی معنی ماوراء الشرع ہوا جسے یا تو عقل علیٰ شرع اور یہی امر میں سالہ میں
ثابت کر چکا ہوں فقللہ المجر عبارت صفحہ ۲۲۶ جلد ۲ التالیفات والاحادیث الواورۃ
فی تحقیق الثواب لعقاب یوم الجزاء فلو لم یوجب جازا لعدم لزوم الخلف الذکب ورد بان غایتہ
الوعود البتۃ وهو لا یستلزم الوجوب علی اللہ ولا استحقاق من العبد علی ما هو المدعی ہذا
والمذہب جواز الخلف فالوعید بان لا یقع العذاب حیث یشاکہ الاشکال واستدل علیہ
فی بعض العرفان شأ اللہ تعالیٰ قول شائع مقاصد کا (وہم یشاکہ الاشکال) بران قوی
اس امر پر کہ جو چیز خالف الوعد پر نکال اسکان کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے پس اگر شائع مقاصد
کے نزدیک اسکان کذب باری تعالیٰ محقق ہے تو نکال کے کیا معنی ہو گئے جو چاہے کہ نکال
اور اس کے حال کی بحث نہ ہو کہ کیا ثابت ہے بلکہ اس کا تا ہی جواب کافی ہے کہ کذب باری تعالیٰ کا
نزدیک محال نہیں ہے فالتالیس باطل حتی یسند بطلانہ علی بطلان المقدم اور برادر کا
شائع نے بحث عقوبت میں بیان کرنے کا مقصد کیا ہے وہ یہ عبارت صفحہ ۲۳۶ جلد ۲ عسک الفاعل
بجواز العفو قلاً وامتناعاً معاً واصلہ بصرفہ من المعذرة وبعض المعذرة ادبہ بالنقص من الواورۃ
فی وعید العساق واصحاب الکبائر اما بالنقص کقولہ تعالیٰ فی اکل اموال الناس اربواً یصلون
عدواناً وظل افسوت نصلی لا لا وفي قوله عن الوعد (وماؤنہم وبقیر المصیر) وفي تعدی

حدود المعاریث یہ ضلہ مارا خالداً ایضا واما بالذخول فی السموات خالداً کونہ فی بحث الخلف
واذا استحق الوعد فلو تحقق العفو وراق العقوبۃ بطلان لازم الخلف فی الوعد والکذب بطلان
واللازم باطل فکذا المزوم واجب بانہم اخلوا فی سموات الوعد بالتواب دخول المعذرة
علی ما مر الخلف فی الوعد لولم یلیق بالکرمیوقاً باختلاف الخلف فی الوعد فانه ربما
یحد کذا والقول بالاحیاء وطلان استحقاق الثواب بالمعصیۃ فاسد کما مر فکیف کان
تواک عقابہم بانہم خلفاء ما و ما ولو لم یکن ترک ثواباً بسبب المعذرة کذا لثقت الذکر بانہم یصلون
ان یخلفوا فی وعید الصبر ان یسخر الخلف الیس شیء لان کثیر امر واقعاً لہذا والحبشیۃ یعنی
لا یصلون لانی اسم الفاعل ہر ساعدا علیہم لا یجہام النقص کما انہ یجہل بالمجاز ولا یسخر منہا
وکذا لا یسخر ما کرہ مستحراً وسخن لا یصل مع انہ یخلف عن الوعد لا یسخر منہ مستحراً
الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ امر لا یجہل علی بطلان لزوم تبدل القول مع النص للدال علی
انتفاء مشکل فالجواب الحق ان من تحقق العفو نفعہ بکون خارجاً عن عموم القضاۃ
الثبات اس تقریر سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ جواز خلف فی الوعد اگرچہ اسکو بعض نے کرم
کہا ہے مگر بہت لزوم جواز کذب باری تعالیٰ و تبدل قول الی شیء کہ اسکو بعض نے اسج اب کہ
بجواز کرد و ستر جواب کیا ہے اور کون کتب میں اسے اشار ہوتا ہے کہ جواز خلف
فی الوعد باطل ہے اسوجہ کہ امر باطل کو تسلیم اور یہی امر سالہ میں مقرر ہو چکا ہے
الحمد للہ عبارت صفحہ ۲۳۶ جلد ۲ والامام الرازی مہنا جواب الرازی وموان صدق
کلامہ لکان عندنا ازلیا امتنع کذبہ لانی ما ثبت فہم امتنع عدم ما عتد کہہ قال امتنع

کذب لکونه یقینی فاعلم قلطان هذه الکذبة بغير وقد توقف علی ما لفظوا من مواعاة الکرم وهذا
 کمن اخیر فیقتل مریداً غداً لما فی الغدا امان ان یکن الحسن قتله وهو باطل واما ترک قتله فهو
 لکن لا یوجد له عین کذب بل لا یوجد الحسن الا عند وجود حسن قطعاً فهذه الکذبة قطعاً
 ویکمن دفعه بان الکذب کذباً خیاراً لله تعالی فیقر وان تضمن فیجوزها بالمصلحة وتوقف علیها فلو
 من الحسن لما فی من معصاة لا تخصی مطاع فی الاسبام لا تحفظ منها مقال الفلاسفة
 فی العباد وجمال الملاحدة فی العناد ومنها بطلان ما وقع علیه الاجماع من القطع بخلود
 قل انما غایة الامر شهادة النصیر المأخوذة به انک اذا جاز الخلف لبق المقدم الاخذ
 شرفه لا یخفى وان الامم عندهم فی الحکمة علی ما یشر قوله تعالی انفع المصلین کالمجربین
 مالکهم کیف یخولون غیره لان الايات ووجه التفرقة ان العاصی قلباً یخلو عن خفا
 عقاب ورجاء رحمة وغیر ذلك من خیالات تقابل بالارتکب من المعصية اتباع الاله هو یخلو
 الکافر البصیر الکفر هذه بل لذهب ببقیة الایة وحرمة لا یخول الا ارتفاع اصلا فاعلم
 عفو به بطلان المعصية فانها بوقت الهوی والشهوة واما من جواز العفو عقلاً والکذبة
 فی الوعیه اما قول الجواز الکذب المتضمن للفعل الحسن وایانه لا کذب بالنسبة الی المستقبل فم
 صریح اخبار الله تعالی بان الله یعفو عن الکافر یخلفه فی انما یخلف الخلف عدم وقوع مصیته
 هذه المصیة ولما کان هذا باطلاً قطعاً علم ان القول لیس فی الکذب فی اخبر الله تعالی باطل قطعاً
 اس تحریریه صاف ظاهر واما کذب اگر چه بزار مصلحت کو تضمن بود او سپهر بزار اما امور
 حسنه متوقفت هون اگر او سکا فیج زائل نمین بود او او امین لا تخصی مفسد سلطان

هر کوزه من در جوار خلف نمی بود عید من در برابر اساطیر کوه بیک چرخ از خلف او عید بود که زیارت تعالی
 و نور قطعا باطل من در ریاست با هر مصلحت بود که سید سجده و زیارتی کوه بیک چرخ از خلف او عید بود که زیارت تعالی
 ایستای که سیاحت کا جواب الکتاب اور بهم چو دریا به نمین نص کیاست که مردم شما
 همارا ندید به ریاسته که او را نام فخر الدین رازی نه تصحیح کردی به که هم از امانت من
 که استحلال کذب کا مترادف نزدیک بهجت نبی به اور بیان منج نمین به بهجت بصلت
 عفو و کرم که اورا سی احمد کرم رسال من تفصیل اور بیان کر که به من اور سی تحقیق رسال
 پادشاه من کر گذر کسی به نشه الحمد لا و آخر اعطی رسول الله الصلوة والسلام فی الدنیا والاخره

التماس مؤلف

اهل حق بخیرت من التماس من که من سیر رسا کسی نفسانی غرض به نمین الکمال الکمال
 بنظر خیر خواهی اسلام و اهل اسلام الکمال اور حیت و دینی اس تحریر کا باعث هونی به
 امکان کذب بیاری تعالی را یا ما را کی خیال به که سبک دلمین یا ایمان کی بختک به و هرگز اس
 غفلت که پا پیش آید یا اورا ایسی میباید به که هر مسلمان سید کا و تفرع احباب کا مکرر او را
 کما سانه اور دشمنان من که کلمن کرینکا نهایت خوف هو ای و به سیر من پیخت کوار و
 اگر سبب خاطر تو به جمیع که اس ذات جامع الکمال که طریقه به هر چه طرح که نقص و عیب به
 سزده به و اگر کوئی نقص و عیب من اس به من عیب کی طرف تنوید من او را نیز نقیض
 لان النفس احکامه الشیخه اور اگر بنظر محبت اسلامی غنا که او اطلای دین تو به سزای کما
 کمرین که بغیر نهایت غور و فکر که بهجت پادشاه که پستند هو جانین گوین اس مقول بنظر

رکھیں کہ کون عائب فو لا صحیحاً و آفته من الفھم السقیم اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ سلا
کیا ہے ایسا نہ کہ بڑھتے بڑھتے ایسی نوبت پہنچے کہ سیری مخالفت اور تضاد میں حضرت
ایمان علی الاعلان شریف لجا میں (اعاذنا اللہ منہ) اور دشمنان میں خوب مضحکہ اڑائیں اور
ان تصبیح ل حق سے باز نہ آئے اور خواہ مخواہ رو کر پادہ کرتے تو انہیں حق امر و نہی کا طغریہ ہوتا
کہ اپنی دعو کو کسی نص صریح سے ثابت کریں اپنے خیالات اور تنہا طات پر قناعت فرمائیں کیونکہ اگر
اعتقادات میں ہے اور امر عقلاوی کسی تنہا طات سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے ثبوت قطعی چاہیے
اکھامو بین فی موضعہ اور ادنی مرتبہ یہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصریح نقل کریں گے کہ کیا ایسا
کہ الزامی قول کو اونکا عقیدہ خیال کریں دوسرے کہ کسی مستند شخص کے نام سے تحریر ہو اور اگر ان
دونوں امر و نہی کا طغریہ ہوگا تو وہ تحریر لایعنیاً یہ سمجھی جائیگی +

استہار

ایمان کو کو مردہ ہو گا نہ نون نامہ سالہ تشریہ الرحمن عن شائبۃ الکذب انقصان جہان میں
حضرت مولانا احمد حسن صاحب فاضل کی تحقیقات اور ہے کہ شائبۃ الدین میں جس کا اہل ایمان کیلئے جزع جان
صاحبان بصر کیلئے قوت نظر ہو اس کو ہر گز انما کی خریداری خجین منظور ہو وہ چار آیت تلامذہ آتہ
محمولہ ان تلامذہ میں جس کا ہر سرور والالعلوم کا پوسٹہ طلب فرمائیں جس میں شیخ فرید گئیے اور نے خجین
کیجا لگی حق تالیف محفوظ کیا گیا ہے کوئی صاحب الامارت جناب آیت علیہ السلام کا غم نہ کریں بقدر
منظور ہوں مشہر سے طلب فرمائیں +

مافظ امیر الدین مدرسہ دارالعلوم کانپور

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سراج الخفین

الاکواقین
ولادۃ مام المتان

۶۱۸۹

الایمان الدین صاحب کتب خانہ دارالعلوم کانپور

مطبع گلزار محمدی لاہور